ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ آل عمران (آیت 180-183)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ١٨٠ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ
بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ١٨١ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ١٨٢ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ
لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ١٨٣﴾

''جولوگ مال میں جواللہ نے اپنے فضل سے اُن کوعطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں (وہ اچھا نہیں) بلکہ اُن کے لئے برا ہے وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اُس کا طوق بنا کر اُن کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔ اور آسمانوں اور زمین کا وارث اللہ ہی ہے۔ اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ کو معلوم ہے۔ اللہ نے اُن لوگوں کا قول سن لیا ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ فقیر ہے اور ہم امیر ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں ہم اس کو لکھ لیں گے اور پیغمبروں کو جو یہ ناحق قتل کرتے رہے ہیں اس کو بھی (قلمبند کر کے رکھیں گے) اور (قیامت کے روز) کہیں گے کہ عذاب (آتش) سوزاں کے مزے چکھتے رہو۔ یہ ان کاموں کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھ آگے بھیجتے رہے ہیں اور اللہ تو بندوں پر مطلق ظلم نہیں کرتا۔ جولوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں حکم بھیجا ہے کہ جب تک کوئی پیغمبر ہمارے پاس ایسی نیاز لے کر نہ آئے جس کو آگ آ کر کھا جائے تب تک ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے (اے پیغمبر اُن سے) کہہ دو کہ مجھ سے پہلے کئی پیغمبر تمہارے پاس کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے اور وہ (معجزہ) بھی لائے جو تم کہتے ہو تو اگر سچے ہو تو تم نے اُن کو قتل کیوں کیا؟''

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مال دیا ہے اور وہ اس مال کو سنبھال سنبھال کر رکھ رہے ہیں اور بخل اختیار کئے ہوئے ہیں، یعنی اُس مال کو فی سبیل اللہ خرچ نہیں کر رہے، تو ایسے لوگ اپنے اس طرزِ عمل کو اچھا نہ خیال کریں، بلکہ یہ اُن کے حق میں برا ہے۔

جنگِ اُحد کی تیاری کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی۔ اس کے جواب میں صادق الایمان مؤمنین نے تو دل کھول کر خرچ کیا مگر کچھ اپنے مال کو بچانے کی فکر میں لگ گئے۔ یعنی انہوں نے بخل سے کام لیا اور اپنے آپ میں خوش ہوئے کہ لوگوں نے تو مال خرچ کر دیا اور ہم اچھے رہے کہ مال اپنے پاس ہی رکھا اور خرچ نہ کیا۔ ایسے لوگوں کے بارے میں یہاں بتایا جا رہا ہے کہ اُن کا یہ طرزِ عمل نہ قابلِ تعریف ہے اور نہ مفید، بلکہ اس کے برعکس یہ اُن کے لئے بہت برا ہے، کیونکہ قیامت کے دن یہی مال طوق بنا کر ان کی گردنوں میں لٹکا دیا جائے گا جو انہوں نے بخیلی اختیار کر کے بچائے رکھا تھا۔ آسمانوں اور زمینوں کی وراثت تو بالآخر اللہ ہی کے لئے ہے۔ آج یہ مال تمہارے پاس ہے، اُس کے پاس ہے، میرے پاس ہے، مگر آخرکار یہ سب کچھ اللہ کے لئے رہ جائے گا، کیونکہ یہ مال ایک سے دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے کے ہاں منتقل ہوتا جائے گا اور آخر سب سے ہوتا ہوا اللہ ہی کے لئے رہ جائے گا۔ اور اے لوگو! جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اُس سے باخبر ہے۔

یہاں یہود کی قساوتِ قلبی اور کج فکری کا ذکر ہے۔ جب آیت مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا نازل ہوئی تو کہنے لگے کہ اللہ ہم سے قرض مانگتا ہے۔ یوں اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی یہ بات سن لی۔ یہ کہنے والے یہودی تھے اور اس بات میں منافقین بھی اُن کے ہمنوا ہو سکتے ہیں۔ ہم اُن کے اس قول کو لکھ لیں گے۔ یعنی فوری تو ہم سزا نہیں دیتے لیکن ایک وقت آئے گا جس دن انہیں اپنے اس قول کی پوری سزا مل جائے گی اور وہ تو انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں۔ جب فیصلے کا دن ہو گا تو ہم کہیں گے اب چکھو مزا اس جلا دینے والی سلگتی ہوئی آگ کا۔ اور یہ سب کچھ تمہارے اوپر خواہ مخواہ چسپاں نہیں کیا گیا، یہ وہی ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا یعنی تمہاری بداعمالیوں کا نتیجہ۔ اور اللہ تو ہرگز اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

یہودیوں نے یہ کہا کہ بے شک اللہ نے ہم سے ایک عہد لے لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی پیش نہ کرے جسے آگ کھا جائے۔ یہ ذکر ہے اُس وقت کا جب نوعِ انسانی کا عہدِ طفولیت تھا اور اس وقت خرقِ عادت قسم کی بہت سی چیزیں ہوتی تھیں۔ من جملہ اُن میں سے یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کے حضور قربانی پیش کرنا چاہتا تو ذبح کر کے رکھ دیتا، آسمان سے ایک آگ اترتی جو اُسے جلا کر بھسم کر دیتی اور یہ علامت تھی اس بات کی کہ یہ قربانی اللہ کے ہاں قبول ہو گئی ہے۔ ہابیل اور قابیل کے قصے میں ایسا ہی ذکر ملتا ہے کہ دونوں نے قربانی پیش کی، ایک کی قبول ہو گئی اور دوسرے کی نہیں ہوئی۔ یوں قربانی کی قبولیت یا نا قبولیت کا پتا چل گیا۔ آج ہم عیدالاضحیٰ پر قربانیاں کرتے ہیں تو کیا پتہ کس کی قبول ہوئی اور کس کی نہ ہوئی۔ اللہ ہی جانتا ہے۔ مگر پہلے ایسی حسّی علامتیں بھی تھیں جن سے پتہ چل جاتا تھا کہ یہ قربانی اللہ نے قبول کر لی ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے یہ کہا کہ ہم تو اس وقت تک کسی کو رسول نہ مانیں گے جب تک وہ یہ معجزہ نہ دکھائے۔ تو محمد ﷺ اگر رسول ہیں تو وہ یہ معجزہ دکھائیں! اس کے جواب میں فرمایا کہ اے نبیؐ اُن سے کہئے کہ تمہارے پاس مجھ سے پہلے بھی رسول آئے معجزات لے کر اور انہوں نے وہ معجزہ بھی دکھایا جو تم کہہ رہے ہو۔ پس اگر تم سچے ہو تو بتاؤ تم نے انہیں قتل کیوں کیا؟

فرمانِ نبویؐ

چودھری رحمت اللہ بٹر

دوزخ سے نجات کا ذریعہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ)) (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خدا کے خوف سے رونے والا دوزخ کی آگ میں نہیں جائے گا یہاں تک کہ دودھ تھن میں لوٹ آئے۔ اور اللہ کی راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے''۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تا خلافت کی بنا‘ دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

شمارہ	10 تا 16 مارچ 2005ء	جلد
9	28 محرم الحرام تا 5 صفر المظفر 1426ھ	14

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
فرقان دانش خان۔ سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعدؔ طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس‘ ریلوے روڈ‘ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ گڑھی شاہو‘ علامہ اقبال روڈ لاہور
فون: 6316638-6366638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے‘ ماڈل ٹاؤن‘ لاہور
فون: 5869501-03
قیمت فی شمارہ: 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک......250 روپے
بیرون پاکستان
یورپ‘ ایشیا‘ افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ‘ کینیڈا‘ آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)
چیک‘ منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں
☆☆☆
”ادارہ“ کا تمام مضمون نگار حضرات کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

ایک درخشاں مثال!

شبینہ بیگم سولہ سال کی ایک ذہین لڑکی ہے۔ اس کے والد بنگلہ دیش کے رہنے والے ہیں۔ وہ بہ سلسلۂ روزگار لندن میں مقیم ہیں۔ ستمبر 2002ء میں تعلیمی سال کے آغاز پر چودہ برس کی عمر میں‘ شبینہ نے حجاب اور پورا گاؤن پہن کر سکول آنا شروع کیا۔ انتظامیہ نے فہمائش کی کہ حجاب اور گاؤن اتار کر سکول آیا کرو۔ زیادہ سے زیادہ شلوار قمیص پہنا کرو‘ کیونکہ حجاب اور گاؤن سے نہ صرف یہ کہ سکول کے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی ہوتی ہے‘ بلکہ ان کے استعمال سے طلبہ بالخصوص مسلمان طلبہ پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ شبینہ نے پرنسپل کی اس ہدایت پر عمل کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ پردہ میرے دین اسلام کا معاملہ ہے‘ اور میں قرآنی احکام پر عمل کروں گی۔ شبینہ کے اصرار پر انتظامیہ نے اُسے سکول سے خارج کر دیا۔ تب شبینہ نے ایک طرف تو ایک ایسے سکول میں داخلہ لے لیا جہاں 80 فیصد طلبہ مسلمان تھے اور وہاں حجاب پر پابندی نہیں تھی‘ اور دوسری طرف انتظامیہ کے حکم کے خلاف قانونی جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ شبینہ کے والدین نے ہر مرحلہ پر اس کا ساتھ دیا۔ چنانچہ گزشتہ 2 مارچ کو لندن کی کورٹ آف اپیل کے جج لارڈ جسٹس ہنری بروک نے فیصلہ دیتے ہوئے شبینہ کا سکول سے اخراج‘ محض حجاب پہننے کی وجہ سے‘ غیر قانونی قرار دیا۔ انہوں نے اپنے فیصلے میں محکمہ تعلیم کو ہدایت دی کہ وہ تمام سکولوں سے انسانی حقوق کی پابندی کرائے‘ اور نافذ العمل انسانی حقوق ایکٹ کے ضوابط پر عمل کرائے۔

قانون واصول کی جنگ میں شبینہ بیگم کی یہ فتح محض ایک فرد کی فتح نہیں ہے‘ بلکہ عرصۂ دراز سے مختلف عالمی مذاہب اور تہذیبوں میں جو کشمکش جاری ہے‘ اُس کو بھی انصاف وتوازن کی راہ پر لانے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ شبینہ کی اس فتح کے بین الاقوامی مضمرات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ وہ مغربی ممالک جہاں مسلمانوں کی آبادی بڑھتی جارہی ہے‘ اور جہاں مذہب کی بنیاد پر مسلمان طلبہ وطالبات کو اسلامی شعائر سے دور رکھنے کا باقاعدہ حکم دیا جاتا ہے‘ خصوصاً فرانس اور جرمنی میں تو حجاب اور گاؤن نہ پہننے کی ہدایات جاری کی گئی ہیں‘ ایسے ملکوں کے مسلمانوں کو شبینہ کی فتح سے بڑی تقویت حاصل ہوگی‘ اگرچہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف امریکہ کی سربراہی میں عالمی قوتوں کی موجودہ یلغار جس نہج پر پہنچ چکی ہے وہاں اُن سے عدل وانصاف اور اصول پسندی کی توقع رکھنا بھی اب امید موہوم ہی قرار دی جاسکتی ہے۔ دوسری طرف مسلم ملکوں میں موجود اسلام پسند طبقات پر بھی اس کے مثبت اثرات مرتب ہوں گے جہاں مغربی لادینیت مختلف طریقوں سے پھیلائی جارہی ہے۔ جیسے اپنے پاکستان میں جہاں آغا خان بورڈ قائم کر کے معصوم بچوں اور بچیوں کے ذہن وقلب سے اسلامی تعلیمات اور باحیا معاشرتی اقدار کھرچنے کی سازش ہورہی ہے‘ جہاں بسنت کو قومی تہوار اور تعطیل کی طرح منانے کے فیصلے ہورہے ہیں۔ شبینہ کی برطانوی قانون میں یہ فتح اُمت مسلمہ میں نفاذِ شریعت کی جنگ میں بہت بڑی اخلاقی قوت ثابت ہوگی۔ شبینہ بیگم اور اُس کے بنگلہ دیشی والدین نے ایک لحاظ سے اسلام کی معاشرتی اقدار کو ایک بار پھر دنیا کی نگاہوں میں اجاگر کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ابھی چند ماہ قبل لاہور میں تحریک خلافت نے ”اسلام میں پردے کے احکام“ کے موضوع پر ایک بہت بڑی تقریب کا اہتمام کیا تھا۔ داعیٔ تحریک محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے انتہائی مدلل اور مؤثر انداز میں واضح کیا تھا کہ اسلامی شریعت میں پردہ دو پردوں پر مشتمل ہے۔ ایک ہے گھر کے اندر کا پردہ‘ جس کے بارے میں احکامات سورۃ النور میں بیان ہوئے ہیں۔ ان احکامات کو ”احکاماتِ ستر“ کہا جاتا ہے۔ دوسرا ہے گھر کے باہر کا پردہ‘ جس کے بارے میں احکامات سورۃ الاحزاب میں وارد ہوئے ہیں‘ اور یہ احکامات ”احکاماتِ حجاب“ کہلاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے متعلقہ آیات کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: ”حجاب عورت کا وہ پردہ ہے جسے گھر سے باہر کسی ضرورت کے لئے نکلتے وقت اختیار کیا جاتا ہے۔ عورت جلباب یعنی بڑی چادر (گاؤن) اوڑھے تاکہ اُس کا پورا جسم ڈھک جائے اور چہرے پر بھی اس بڑی چادر کا پلو کچھ اس طور سے آئے کہ سوائے ایک آنکھ کے‘ چہرہ بھی چھپ جائے۔ گویا اصل حجاب یہ ہے کہ عورت سوائے ایک آنکھ کے باقی پورا جسم چھپائے“۔

انجمن خدام القرآن سندھ نے 2000ء میں ”چہرے کا پردہ“ کے عنوان سے ایک کتاب شائع کی تھی جس کا انتساب ”اُن باہمت خواتین کے نام کیا گیا تھا جو بڑی استقامت سے مادر پدر آزاد مغربی تہذیب کا مقابلہ کرتے ہوئے گھر کے اندر اور باہر شرعی پردے کا اہتمام کر رہی ہیں اور اس کی ترویج کے لئے ہمہ تن کوشش میں مصروفِ عمل ہیں“۔ اگرچہ دورِ جدید کے بعض عرب فقہاء کے زیر اثر حجاب کا لفظ آج کل یورپی ممالک میں ان معنوں میں استعمال نہیں ہورہا جو دورِ نبویؐ میں مستعمل تھے‘ تاہم ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ شبینہ بیگم کا شمار بھی ان باہمت مسلمان بیٹیوں میں ہوتا ہے جن کی جدوجہد اس رخ پر مثبت پیش رفت کا درجہ رکھتی ہے۔

(ادارہ)

سید قاسم محمود

امامت

1- تُو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میریٔ طرح صاحبِ اسرار کرے!

2- ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے!

3- موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رُخِ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھیٔ دشوار کرے!

4- دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے!

5- فتنۂ ملّتِ بیضا ہے امامت اُس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے!

یہ نظم علامہ اقبال کے اردو کے تیسرے مجموعے ''ضربِ کلیم'' کے پہلے حصے میں شامل ہے۔ اس حصے میں زیادہ تر علامہ صاحب نے اپنے عہد کے' بین الاقوامی سیاسی حالات پر اپنے افکار نظم کئے ہیں' خصوصاً وہ حالات جن کا تعلق بلاواسطہ یا بالواسطہ امت مسلمہ سے ہے۔

(1) امامت: امام، قائد یا رہبر ہونا' نماز میں پیشوا ہونا۔ صاحب اسرار: حقیقت کے بھید جاننے والا۔

تُو مجھ سے دریافت کرتا ہے کہ امامت کی کیا حقیقت ہے؟ تُو نے پوچھا ہے کہ جو شخص قوم کا قائد بننے کے لائق ہو' اُس میں کیا خصوصیات ہونی چاہئیں۔ امامت کی حقیقت جاننے کے لئے تجھے میری طرح صاحبِ اسرار ہونا چاہئے۔ میں اللہ تعالیٰ سے تیرے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے بھی میری طرح حقیقت کے اسرار و رموز سے آگاہ کر دے۔ میرا جواب سن!

(2) برحق: سچا۔ حاضر و موجود: زمانۂ حاضر۔

موجودہ زمانے (دور/عہد) کا سچا امام (رہنما' لیڈر' قائد) وہ ہے' جس میں حسبِ ذیل صفات پائی جائیں۔ وہ تجھے حاضر و موجود سے بیزار کر سکے یعنی تجھے عصرِ حاضر کی تمام برائیوں اور قباحتوں سے متنفر کر دے۔ حاضر و موجود سے مراد ہے موجودہ غیر اسلامی ماحول۔ تیرا قائد وہی ہے جو تیرے دل میں مغربی تہذیب کی پیدا کردہ برائیوں کی نفرت پیدا کرے اور اسلامی عقائد و اقدار کی محبت اُجاگر کرے۔

(3) تجھے یہ سمجھا سکے کہ محبوب حقیقی (اللہ تعالیٰ) سے ملاقات کا آسان ترین طریقہ شہادت ہے۔ لہٰذا تیرا سچا قائد وہ ہے جو تجھ کو شہادت کا اس قدر تمنائی بنا دے کہ تیرے لئے زندگی بسر کرنا اور بھی مشکل ہو جائے' اور تو جلد از جلد وصالِ محبوب کی شدید آرزو کے تحت موجودہ زندگی کو اپنے لئے وبالِ جان خیال کرے۔

(4) سان: تلوار یا چاقو تیز کرنے والا آلہ۔ زیاں: نقصان۔ فقر: درویشی۔ لہو گرمانا: حرارت پیدا کرنا۔ جوش پیدا کرنا۔

سچے رہنما کی ایک اور خصوصیت یہ ہونی چاہئے کہ وہ تجھے اِس حقیقت سے آگاہ کر سکے کہ اس غلامی سے تیرا کس قدر نقصان ہو رہا ہے۔ تجھے احساس دلائے کہ تُو سراسر گھاٹے میں ہے' کیونکہ غلامی میں تو اپنی خودی کی تربیت نہیں کر سکتا۔ مسلمانانِ عالم کو صدیوں سے سامراج کی غلامی سے جو نقصان پہنچ رہا ہے' تیرا قائد وہ ہے' جو تجھے اس اجتماعی نقصان کا احساس دلا کر تیرے لہو کو گرما دے' تیرے اندر اتنی حرارت اور اتنا جوش پیدا کر دے کہ تجھے فقر کی سان پر چڑھا کر تلوار کی طرح تیز کر دے۔ تجھے ایسی تلوار بنا دے جو باطل کو کاٹ کر رکھ دے۔ اقبال کے نزدیک ''فقر'' وہ جوہر ہے جو مسلمان کو صحیح مسلمان بناتا ہے۔

(5) فتنہ: فساد۔ ملّت بیضا: روشن ملّت' یعنی اُمّت مُسلمہ۔ پرستار: پوجنے والا۔ پرستش کرنے والا۔ سلاطین: سلطان کی جمع۔ بادشاہ۔ آمر۔

یہ تو ہوئیں سچے اور حقیقی رہنما کی صفات' یعنی مسلمانوں کا رہنما وہ ہے جو اُن میں جہاد کی روح پیدا کر سکے' جو مسلمانوں کے دل میں اس حقیقت کو روشن کر دے کہ اسلام ملوکیت' بادشاہت اور آمریت کا سخت دشمن ہے۔ اسلامی نظام میں سلاطین' بادشاہوں اور آمروں کی مطلق گنجائش نہیں ہے' اور جو شخص مسلمانوں کو اللہ اور رسول ﷺ کے نافذ کردہ قانون کی بجائے اپنے قانون کی اطاعت پر مجبور کرے' وہ اسلام کا دشمن ہے' مسلمانوں کا دشمن ہے۔ اس کے خلاف جہاد کرنا لازم ہے' لیکن اگر کوئی شخص مسلمانوں کی امامت و قیادت کا مدعی ہو اور اس کا طرزِ عمل یا تعلیم ایسی ہو کہ وہ مسلمانوں کو سلاطین کا پرستار بنا دے اور یہ کہتا ہو کہ انگریزوں کے خلاف جہاد بالسیف جائز نہیں ہے تو وہ شخص مسلمانوں کا امام نہیں ہو سکتا' بلکہ اُس کی امامت و قیادت اُمت مسلمہ کے حق میں ایک فتنہ ہے۔

تضادِ فکری: ایک قدیم مرض کے جدید مظاہر

بحوالہ مطالعہ سورۂ قٓ ——(۲)

مسجد دار السلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کے 25 فروری 2005ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

ہم نے پچھلے جمعہ سے سورۂ ق کے مطالعے کا آغاز کیا تھا۔ ابھی ابتدائی پانچ آیات تک ہی پڑھ سکے تھے۔ پانچویں آیت کے حوالے سے چند باتوں کا اعادہ ضروری ہے۔ فرمایا: ﴿بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ﴾ ''بلکہ انہوں (کفار) نے جھٹلا دیا اس حق بات کو جب وہ ان کے پاس آئی''۔ ﴿فَهُمْ فِيْ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ﴾ ''تو اب وہ ایک الجھی ہوئی بات میں گرفتار ہیں''۔ یا یوں کہیے کہ وہ ایک تضادِ فکری کا شکار ہیں۔ یعنی وہ آخرت کو جھٹلا کیوں رہے ہیں؟ اس لئے کہ ماننا نہیں چاہتے۔ حالانکہ دل گواہی دے رہا ہے کہ آخرت حق ہے۔ عقل بھی مانتی ہے کہ آخر وہ اللہ جس نے اس زمین و آسمان کو پیدا کیا' جس نے انسان کو ایک مرتبہ پیدا کیا' کیا وہ دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا؟ اسی طرح بشر ہونے کے ناطے وہ آپ کی نبوت کا جو انکار کرتے ہیں تو یہ محض ضد بازی کا معاملہ ہے' دراصل وہ ان حقائق کو ماننا نہیں چاہتے۔ ورنہ جو باتیں نبی بیان کر رہے ہیں وہ سب ان کی فطرت کے عین مطابق ہیں اور ان کا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ حق ہے' لیکن اس لئے ماننا نہیں چاہتے کہ اگر مان لیا تو ان کے عیش میں خلل واقع ہوگا۔ یعنی جن گناہوں کے وہ عادی ہو چکے ہیں ان کو چھوڑنا پڑے گا۔ یہ بات سورۂ قیامہ میں کھولی گئی: ﴿بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ﴾ کہ انسان کے انکار کا اصل سبب یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ فسق و فجور میں آگے بڑھتا رہے۔ یہی تضادِ فکری ہے جس کا وہ شکار ہیں۔

اب آگے چلیں' اگلی آیت میں ارشاد ہے: ﴿اَفَلَمْ يَنْظُرُوْا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا﴾ ''کیا انہوں نے آسمان کی طرف نگاہ نہیں ڈالی' کیسے ہم نے اس کو تعمیر کیا ہے اور کیسے ہم نے اس کو زینت بخشی ہے''۔ آج کے انسان کو تو آسمان پر نگاہ ڈالنے کا موقع کم ہی ملتا ہے لیکن اُس وقت زندگی بڑی سادہ تھی۔ عرب میں تجارتی قافلے سفر کے دوران ستاروں کی مدد سے راستے تلاش کرتے تھے' اگرچہ سمندری جہازوں کا راستہ تو آج بھی ستاروں سے معین ہوتا ہے۔ ذرا نظر ڈالو اس آسمان پر' اس کی خلاقی کو دیکھو۔ آج علم فلکیات نے جو غیر معمولی ترقی کی ہے اس کے باعث آسمان کے مطالعہ و مشاہدہ سے اللہ کی خلاقی زیادہ مبرہن ہو کر سامنے آتی ہے۔ چنانچہ آج کائنات کی وسعت کے حوالے سے ہماری عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ نہایت طاقتور دوربین ایجاد کر کے ستاروں اور کہکشاؤں کی دنیا میں جھانکنے کے باوجود کائنات کا کوئی کنارہ ابھی تک دریافت نہیں ہو سکا۔ کائنات کی بے پناہ وسعتیں' اس کے اندر توانائیوں کے بے بہا ذخیرے' ان گنت اجرامِ فلکی اور اُن کا محیر العقول حجم' ان سب کے بارے میں انسان جتنا مطالعہ کرتا ہے' اللہ کی عظمت کے سامنے اس کا سر اسی قدر جھکنا چاہئے۔ لیکن کیوں نہیں جھکتا؟ وجہ وہی تضادِ فکری ہے۔ آج کے انسان نے طے کر لیا ہے کہ اس طرف دیکھنا ہی نہیں' سوچنا ہی نہیں۔ کوئی خالق ہے یا نہیں ہے' اس بحث میں مجھے نہیں پڑنا۔ اگرچہ فطری طور پر ذہن میں سوالات اٹھتے ہیں کہ اس کائنات کا خالق کون ہے' ہم کون ہیں' ہمارا مقصدِ حیات کیا ہے' آخرت ہے یا نہیں ہے؟ لیکن اس بحث میں مجھے وقت ضائع نہیں کرنا۔ یہ ہے موجودہ دجالی تہذیب کا سب سے بڑا سبق۔ گویا اس تہذیب کے متوالوں نے خود اپنے آپ کو محدود کر لیا ہے۔ اسی لئے اقبال نے مرثیہ کہا تھا۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

یہ کیوں ہوا؟ یہ ایک لمبی داستان ہے۔ دراصل عیسائیت کے پیروکاروں نے سینٹ پال کے زیر اثر ابنیت مسیحؑ کا عقیدہ گھڑ کر بنی نوعِ انسانی پر جو مظالم ڈھائے اس کی وجہ سے مغرب میں مذہب کے خلاف شدید نفرت پیدا ہوئی جو جدید تہذیب کی جڑوں میں پیوست ہے۔ بہرحال قرآن نے انسان کو ان حقائق تک پہنچنے کے لئے راستہ دکھایا ہے' چنانچہ اگلی آیت میں فرمایا: ﴿وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ﴾ (ق:6) ''اور نہیں اس میں کوئی شگاف''۔ قرآن کی دعوت ہے کہ ذرا غور کرو ان مظاہر کائنات میں۔ یہ ساری چیزیں کس کی خلاقی اور کس کی حکمت کا مظہر ہیں؟ کائنات کے نظام کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پورے نظام کے پیچھے ایک حکمت' ایک ذہن اور ایک ارادہ کارفرما ہے۔ ایک سائنس دان آج اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ اگر کوئی ایک ذی قوت ذات کائنات کے تمام معاملات کو خاص سمت میں معین نہ کر رہی ہو تو اس زمین پر انسان کا وجود برقرار نہیں رہ سکتا تھا۔ مثال کے طور پر آج ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ہماری زمین سورج کے گرد گردش کرتے ہوئے عمودی حالت میں نہیں ہوتی بلکہ قدرے ترچھی ہوتی ہے۔ جدید تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر وہ سیدھی ہوتی تو اس زمین پر حیاتِ انسانی کا وجود ممکن نہ تھا' کیونکہ پھر سورج کی تپش ناقابل برداشت ہوتی۔ ایسے ہزاروں معاملات ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس نظام کو چلانے والی ذات انتہائی حکیم ہے۔ چنانچہ انسان کائنات میں جتنا غور و فکر کرتا ہے' اس پر وہ ایمانی حقائق واضح ہوتے ہیں جن کی جڑ توحید ہے۔ اسی غور و فکر کے نتیجے میں اس پر آشکارا ہوتا ہے کہ پورے نظام میں کوئی رخنہ نہیں' کوئی نقص نہیں۔ اسی بات کو چیلنج کے ساتھ سورۂ ملک میں بھی بیان کیا گیا: ﴿فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ﴾ (ملک:3) ذرا نگاہ دوڑا کر دیکھو (اس زمین اور آسمان میں) کوئی رخنہ' کوئی نقص تمہیں نظر آتا ہے: ﴿ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ﴾ ''ذرا دوبارہ نگاہ دوڑاؤ اور پھر دوبار دوڑاؤ''۔ ﴿يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ﴾ (ملک:4) ''تمہاری نگاہ تھک ہار کر تمہاری ہی طرف لوٹ آئے گی''۔

اس مشاہدے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جب کائنات میں تم کوئی عیب اور نقص تلاش کر نہیں سکے' تو اس کے خالق کے بارے میں اندازہ کرو کہ وہ کیسی زبردست قوت کا مالک ہے۔ اسی مشاہدے کی دعوت یہاں اگلی آیت میں بھی جاری ہے' فرمایا: ﴿وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا﴾ ''اور اس زمین کو ہم ہی نے پھیلا دیا''۔ ﴿وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ﴾ ''اور اس میں ہم نے لنگر گاڑ دیئے'' یعنی پہاڑ بنائے جن کا زمین کی stability میں بڑا اہم رول ہے۔ اور فرمایا: ﴿وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

بَهِيْجٍ﴾ (ق:7) ''اور اس زمین میں ہم نے اُگائی ہیں طرح طرح کی بارونق چیزیں''۔ مثلاً پھول ہیں' پھل ہیں' طرح طرح کی ترکاریاں ہیں۔ کیا یہ خود بخود اُگ رہی ہیں یا ان کو کسی نے اگایا ہے؟ اگر کوئی انسان واقعتاً خودشعوری اور احساس رکھتا ہو تو ایک ایک نعمت کو دیکھ کر اس کے دل کی گہرائیوں سے اللہ کا شکر اور اس کی حمد کے ترانے ابلیں گے۔ یہی تذکیر ہے کہ ان چیزوں کو دیکھو' تمہیں ان کے ذریعے اپنے خالق کا تعارف حاصل ہوگا۔ آگے فرمایا: ﴿تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ﴾ (ق:8) ''یہ سب چیزیں آنکھیں کھولنے کے لئے ہیں اور یہ یاددہانی ہے''۔ لیکن کس کے لئے؟ ہر اس شخص کے لئے جو رجوع کرنا چاہتا ہو' جو ہدایت کا طالب ہو' جو اپنے خالق کا متلاشی ہو —— لیکن اگر کوئی حیوانی سطح پر زندگی گزارنا چاہتا ہے یعنی بھیڑ چال میں لگا ہوا ہے اور اپنے بطن و فرج کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے جبلت کے تحت زندگی گزار رہا ہے تو پھر وہ بھی حیوانوں میں سے محض ایک حیوان ہے۔ ﴿اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ﴾ (اعراف:179) بلکہ وہ جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ لیکن جو لوگ عقل وشعور رکھتے ہیں اور اس کائنات میں غور کرتے ہیں' جو اپنے خالق کے متلاشی ہیں' جو حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں' ان کے لئے ان آیاتِ آفاقی میں آنکھیں کھول دینے والی اور یاددہانی کرانے والی بےشمار چیزیں ہیں۔

بہرکیف ہمیں جس امتحان میں ڈالا گیا ہے' اس کا تقاضا تھا کہ ہمارے اور ان ایمانی حقائق کے درمیان کچھ پردے حائل کر دیئے جاتے۔ چنانچہ ہم پردہ غیب میں ہیں' اللہ تعالیٰ غیب میں نہیں ہے: (اغیب وذواللطائف لایغیب) میں غیب میں ہوں' وہ ذوالطائف یعنی رب کائنات غیب میں نہیں ہے۔ وہ تو کائنات کی سب سے نمایاں حقیقت ہے۔ لیکن امتحان کی غرض سے ہمیں کچھ پردوں میں رکھا گیا ہے۔ ان پردوں کو ہٹانے والی چیزیں بھی اللہ تعالیٰ نے ہماری سہولت کے لئے دے دی ہیں۔ لیکن ان کو کام میں تو لاؤ۔ آیاتِ آفاقی میں غور کرو ﴿اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ o وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ o وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ o وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ﴾ (سورۃ الغاشیہ: 17 تا 20) غور نہیں کرتے۔ کیا نظام اللہ نے بنایا' اس کی خلاقی' اس کی قدرت' اس کی صناعی' اس کی کاری گری' ان مظاہرِ فطرت پر غور کرو' کوئی یاد آئے گا تمہیں۔ ان اسباب پر غور کرو گے تو مسبب الاسباب تک تمہارا ذہن خود جائے گا۔ یہ ہے ذکریٰ یعنی یاددہانی۔ یاددہانی کس چیز کی ہوتی ہے؟ اس بات کی جو پہلے سے انسان کے دل میں ہو اور وہ کسی وجہ سے بھول جائے۔ یہ ایمانی حقائق انسان کے اندر موجود ہیں لیکن ان کو غیب میں رکھ دیا گیا' اب یاددہانی کے لئے کسی محرک کی ضرورت ہے۔ جیسے انگارے پر راکھ کی تہہ جم گئی ہو تو اس کو ہٹانے کے لئے پھونک مارنی پڑتی ہے' اسی طرح ان ایمانی حقائق کی یاددہانی کے کچھ ذرائع ہیں۔ ایک تو مظاہرِ فطرت ہیں' ان کا نام ''آیاتِ آفاقی'' ہے۔ دوسرا یہ کہ خود انسان اپنے اندر غور کرے۔ اپنی خلقت پر غور کرے کہ کیا کیا صلاحیتیں اللہ نے دی ہیں' اسے شعور ذات بخشا ہے۔ گویا ع ''خود اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی'' والا معاملہ ہے۔ یہ آیاتِ انفسی ہیں۔ ان ذرائع کا ذکر سورۂ حم سجدہ کے آخر میں آیا ہے: ﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ﴾: (حم السجدۃ:53) جبکہ یاددہانی کا تیسرا ذریعہ آیاتِ قرآنی ہیں۔ یہ ذریعہ سب سے زیادہ موثر ہے۔ یہ ہر وقت تمہارے پاس ہے۔ جب کسی وقت تمہارا فکر دھندلانے لگے' جب قلب کے اوپر غبار آ جائے تو اس غبار کو دور کرو تلاوتِ قرآن کے ذریعے۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ''دلوں پر بھی زنگ آ جاتا ہے جیسے کہ لوہے پر زنگ آ جاتا ہے'' تو صحابہ نے فوراً سوال کیا کہ اس کا علاج کیا ہے (اس زنگ کو ہم کیسے دور کریں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا''۔ یہ ہے اس زنگ کو دور کرنے والی شے۔

آگے پھر آیاتِ آفاقی کا تذکرہ ہے: ﴿وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ﴾ (آیت: 9) ''اور ہم نے آسمان سے نازل کیا مبارک پاکیزہ پانی اور پھر اس (پانی) کے ذریعہ اُگاتے ہیں ہم باغات اور وہ اناج جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے''۔ یہ سارا نظام اللہ کا تخلیق کردہ ہے۔ یہ نظام آئن سٹائن یا نیوٹن نے تخلیق نہیں کیا تھا۔ انہوں نے صرف اس نظام کے کچھ اصول دریافت کئے ہیں۔ یہ سارا نظام بنانے والا اللہ ہے۔ وہی آسمان سے پانی نازل کرتا ہے اور وہی اگاتا ہے پھلوں کے باغات اور وہ غلہ واجناس کہ جن کی فصلوں کو کاٹا جاتا ہے۔ یہ دونوں طرح کی زراعت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی خلاقی کا مظہر ہے۔ نباتات میں بھی رنگا رنگی نظر آتی ہے۔ مختلف قسم کے پودے ہیں' کوئی درخت ہے' کوئی بیل ہے' کوئی جھاڑ ہے۔ یہاں خاص طور پر کھجور کے درخت کا ذکر کیا کہ جس سے اہل عرب خوب واقف تھے۔ فرمایا: ﴿وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ﴾ (آیت:10) اور یہ کھجور کے بڑے لمبے لمبے اونچے درخت اور کھجور کا خوشہ جس میں بھی تہہ در تہہ کھجوریں ہوتی ہیں۔ اسی طرح مختلف رنگ' ذائقوں اور انواع کے پھل ہیں۔ یہ سب چیزیں ایک اللہ کی پیداہ کردہ ہیں۔ اور یہ سب کچھ کیا ہے: ﴿رِزْقًا لِّلْعِبَادِ﴾ ''یہ رزق ہے (روزی ہے) بندوں کے لئے''۔ اللہ نے اپنی مخلوق کے لئے طرح طرح کے رزق کا سامان کیا ہے۔ رزق کا سامان ایسے بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی ایک ہی خوراک صبح' شام اور دوپہر تینوں وقت ہوتی' اسی پر گزارہ ہوتا۔ اسی سے انسان کا پیٹ بھر جاتا اور ضروریات پوری ہو جاتیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی صناعی اور خلاقی دیکھو کہ طرح طرح کے پودے' نت نئے پھل اور کیسی کیسی سبزیاں ہیں۔ اسی طرح گوشت کی کتنی اقسام ہیں۔ یہ ہے اس خالق کی خلاقی! اگر اس کی صناعی پر غور کرو تو پھر کوئی الجھن پیدا نہیں ہوگی کہ ہم کیسے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے اور کیسے اللہ تعالیٰ نے ہم ہی میں سے ایک شخص پر وحی نازل کر دی ہے۔ پھر یہ سب اشکالات رفع ہو جائیں گے۔

آگے فرمایا: ﴿وَّاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا﴾: ''اور اسی (پانی) کے ذریعے ہم زندہ کر دیتے ہیں مردہ زمین کو''۔ تم دیکھتے ہو اس بارش کے پانی سے ہم مردہ زمین کو زندہ کرتے ہیں اور یہ بات بار بار تمہارے مشاہدہ میں آتی ہے۔ چنانچہ اس مشاہدے سے جو نتیجہ نکلتا ہے' وہ کیا ہے: ﴿كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ﴾ (آیت: 11) ''اسی طرح ہوگا نکل آنا زمین سے''۔ بارش بھی اللہ کے حکم سے برستی ہے اور نباتات بھی اللہ کے حکم سے اُگتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کا حکم ہوگا کہ صور میں پھونکا جائے گا اور جو کچھ زمین کے اندر ہے وہ باہر آ جائے گا۔ ﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا o وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا﴾ (سورۃ الزلزال:1-2) جب قیامت کا زلزلہ آئے گا تو زمین اپنے سارے بوجھ نکال باہر کرے گی۔ لہٰذا یہ کوئی تعجب کرنے والی بات نہیں ہے کہ دوبارہ کیسے زندہ ہوں گے اور کیسے ہم دوبارہ پھر پیدا کر دیئے جائیں گے' تمہارا تو مسلسل مشاہدہ ہے کہ ہم مردہ (بنجر) زمین کو زندہ کر دیتے ہیں۔

آخرت اور رسالت کے حوالے سے منکرین کا یہ انکار جو قرآن میں نقل کیا گیا ہے وہ اگرچہ اُس وقت کے مشرکین کا ہے جب قرآن نازل ہو رہا تھا' لیکن یہ گمراہی آج بھی موجود ہے۔ فطرت کے مظاہر اور کائنات کی نشانیوں کو دیکھنے کے باوجود آج کا انسان بھی اسی قسم کے بےبنیاد اعتراضات کا سہارا لے کر ان سوالات کو فراموش کئے ہوئے ہے جن کے جوابات جاننا انسان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اور یہ جوابات انسان اپنی عقل

سے معلوم نہیں کر سکتا بلکہ اس کے لئے وہ وحی آسمانی کا محتاج ہے۔ انہی ابدی حقائق کی تصدیق کے لئے تذکیر ہے۔ کیونکہ اللہ کی معرفت اور ایمان بالآخرہ جیسے حقائق انسان کی فطرت کے اندر مضمر ہیں جو تذکیر کے عمل سے اجاگر ہوتے ہیں' لیکن آج پوری نوع انسانی ان حقائق کو دانستہ طور پر نظر انداز کر کے زندگی گزار رہی ہے۔ چنانچہ فکری سطح پر جو فلسفہ حیات بنایا گیا وہ یہ ہے کہ ان مسائل کا حتمی جواب ہم اپنے حواسِ خمسہ اور عقل کی روشنی میں تو نہیں دے سکتے لہٰذا ان سوالات میں وقت ضائع کرنے کے بجائے کہ اللہ ہے یا نہیں اور آخرت ہے یا نہیں' ساری توجہ اس دنیوی زندگی کی طرف کرلو۔ اور دیکھو یہ زندگی بار بار نہیں ملتی۔ اس لئے کہ جو بھی یہاں مرا ہے وہ دوبارہ زندہ ہوتے ہوئے ہم نے نہیں دیکھا۔ چنانچہ یہ زندگی بڑی قیمتی شے ہے۔ لہٰذا اس کے ایک ایک لمحے کو پُر لطف بنانے کے لئے ساری کوشش ہونی چاہئے۔ اسی فلسفہ حیات کے پیش نظر جب ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دماغ میں پہلے دن سے یہ بات ڈال دی جاتی ہے کہ تمہارا مقصد حیات اپنا دنیوی کیریئر بنانا ہے۔ آخرت کو بھول جاؤ۔ اگر تم نے پڑھنا ہے تو اس لئے کہ تمہیں زیادہ بہتر جاب مل سکے۔ وہ مضمون رکھے جائیں جن کی قیمت زیادہ ملتی ہے۔ اب علم کا مقصد نالج حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ پیسے کمانا اور ''کامیاب'' زندگی گزارنا ہے۔ اسی حوالے سے اپنے بڑھاپے کی فکر کرنا دانشمندی کا تقاضا سمجھا جاتا ہے۔ گویا آج ساری توجہ اس بات پر ہے کہ اس دنیا کو کیسے ہم زیادہ سے زیادہ پُر لطف بنائیں۔ چنانچہ جو لوگ اس دنیا کو نظر انداز کر کے آخرت کی سوچتے ہیں وہ دیوانے' پاگل اور احمق سمجھے جاتے ہیں۔ ''بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست'' ہی اس دور کا فلسفہ حیات ہے جو دراصل انسان کے حقیقی اور ابدی مسائل سے راہِ فرار اختیار کرنے کے مترادف ہے۔ اسی کا نام تضادِ فکری ہے۔

اسی طرح دور حاضر میں جو فلسفہ اخلاق لذتیت (Hedonism) پاپولر ہوا ہے وہ انتہائی مضحکہ خیز اور تضادِ فکر کا شاہکار ہے۔ اس کے مطابق نیکی اور خیر کی کوئی یونیورسل اقدار نہیں ہیں' خیر و شر کے کوئی آفاقی معیارات نہیں ہیں بلکہ ہر شخص کے لئے خیر و شر کا معیار خود اس کی اپنی ذات اور اپنا مفاد ہے۔ جو چیز آپ کو فائدہ پہنچا رہی ہے' آپ کو لطف دے رہی ہے وہ آپ کے لئے خیر کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کا مطلب کیا ہوا؟ بے اصولی کو ہی اصول تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اس لئے کہ لازمی بات ہے کہ آپ کا فائدہ دوسرے کے فائدے سے ٹکرائے گا۔ یہ دراصل خود غرضی اور نفسا نفسی کی تعلیم ہے۔ اس کے مطابق گویا ایک دوسرے کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا جائز ہوگا۔ میں اس لئے ڈاکہ ڈال رہا ہوں کہ مجھے اس میں لذت مل رہی ہے' مجھے فائدہ ہو رہا ہے۔ لہٰذا میں یہ کرنے کا اخلاقی جواز رکھتا ہوں۔ یہ نظریہ دور حاضر کی تضادِ فکری کا شاہکار ہے۔

آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ بھی مختلف قسم کی تضادِ فکری میں مبتلا ہیں۔ وہ مانتے اللہ کو ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کائنات کی عظیم ترین طاقت ہے لیکن ''زمینی حقائق'' کے حوالے سے ہمارا یقین امریکہ پر ہے۔ یہ تضادِ فکری ہے۔ اسی طرح آخرت کو مانتے ہیں' لیکن فکر ہمیں صرف اس دنیا کا ہے اور ہمارا عمل بتا رہا ہے کہ مرکز و محور بھی دنیا ہے۔ مانتے رسولؐ کو ہیں' عشق رسول ﷺ کا دم بھرتے ہیں' لیکن سنتِ رسول کا استہزاء بھی کرتے ہیں یہ ہے تضادِ فکری! اسی تضادِ فکری میں اس وقت ہمارے حکمران بھی گرفتار ہیں۔ اسلام کے حوالے سے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ماڈریٹ اسلام لانا چاہتے ہیں لیکن حکومت جس ماڈریٹ اسلام کو پاکستان میں متعارف کرانا اور فروغ دینا چاہتی ہے وہ دراصل یہود و نصاریٰ سے ''تصدیق شدہ اور منظور شدہ'' اسلام ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی تعلیمات سے یکسر مختلف ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن اور ابلیس کے سب سے بڑے ایجنٹ یہود جس ''اسلام'' پر اپنے اطمینان کا اظہار کریں' وہ اور سب کچھ ہوسکتا ہے' حقیقی اسلام ہرگز نہیں ہوسکتا۔

اسی تضادِ فکری کا ایک مظہر یہ ہے کہ پاکستان میں حکومتی سطح پر اعلان کیا جا رہا ہے کہ ہم ملک میں اقبال کے تصورات کے مطابق اسلامی معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اقبال شرم وحیاء کے بہت بڑے علمبردار اور عورت کی عصمت و عفت کی حفاظت کے قائل تھے۔ اقبال نے تو مسلمان عورت کو یہ پیغام دیا تھا کہ:

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

(ترجمہ: اے مسلمان عورت! حضرت فاطمہؓ کا اُسوہ اختیار کر اور اس زمانے کی نگاہ سے خود کو پوشیدہ رکھ' یعنی شمع محفل بننے کی بجائے زمانے کی نگاہ سے مستور ہو جا تاکہ تیری آغوش میں حسن وحسین جیسے پھول کھل سکیں)

لیکن ہمارے ہاں مغربی معاشرے کی تقلید میں اشتہاری بل بورڈز اور ہورڈنگز کے ذریعے جس طرح عورت کی تذلیل کی جا رہی ہے اور میڈیا کے ذریعے فحاشی و بے حیائی کو فروغ دیا جا رہا ہے وہ اقبال کے نظریات کے بالکل خلاف ہے۔ مشرف صاحب کا حالیہ بیان کہ جو لوگ عورتوں کو نیکروں میں کھیلتے دیکھنا پسند نہیں کرتے وہ اپنی آنکھیں بند کر لیں' ڈھٹائی اور جسارت تو ہے ہی' اقبال کے منہ پر بھی طمانچہ مارنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح معیشت کے میدان میں اقبال کی تعلیمات تو یہ ہیں کہ سود کے بطن سے سوائے فتنے کے کچھ جنم نہیں لے سکتا اور سود انسان کو درندہ بنا دیتا ہے لیکن ہمارے ہاں سودی نظام کو نہ صرف فروغ دیا جا رہا ہے بلکہ موجودہ حکومت نے انسدادِ سود کے ضمن میں عدالتی سطح پر ہونے والی اب تک کی پیش رفت پر خط تنسیخ پھیر دیا ہے۔ گویا اس معاملے میں بھی اقبال کے تصورات کی دھجیاں بکھیرنے کا شرف جناب مشرف کو حاصل ہوا ہے۔ اقبال نے مسلمانوں کو درس دیا تھا کہ ''اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفویؐ ہے'' لیکن ہم پاکستان کے اسلامی تشخص کو مٹانے کے امریکی دباؤ کے سامنے سجدہ ریز ہیں' جس کا مظہر یہ ہے کہ پوری قوم کا مطالبہ ہے کہ 15 سال سے پاسپورٹ میں شامل مذہب کے خانہ کو ختم نہ کیا جائے لیکن نئے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ شامل نہ کر کے اسلامی تشخص کو مٹانے کی عالمی سازش کی تکمیل کی جا رہی ہے۔ اقبال کے نظریات کی روشنی میں تو ہمارے ہاں شناختی کارڈ میں بھی مذہب کا خانہ شامل ہونا چاہئے تاکہ معلوم ہو کہ اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک کے کسی شخص کا کیا مذہب ہے۔ اسی طرح آغا خان تعلیمی بورڈ کے حوالے سے جو نصاب ہمارے ملک میں متعارف کرایا جا رہا ہے' اس کا مقصد بھی پاکستانی معاشرے کو مغربی تہذیب کا حصہ بنانا ہے جو دراصل اس امریکی ایجنڈے کا حصہ ہے جس کے مطابق ایک طرف طاقت کے ذریعے جہادی قوتوں کو کچلا جا رہا ہے تو دوسری طرف ایسے تعلیمی منصوبوں کے ذریعے مسلمان بچوں کے ناپختہ ذہنوں سے شرم وحیا کے پاکیزہ جذبات اور جہادی تصورات کو بچپن ہی سے نکال پھینکنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہاں اگر آپ نظام تعلیم میں اصلاح چاہتے ہیں' تو ضرور کریں۔ ہمارا موجودہ نظام تعلیم ہرگز معیارِ مطلوب پر پورا نہیں اترتا۔ لیکن تعلیم کے حوالے سے ملک وملت کی اصل خدمت یہ ہے کہ ہر سطح پر ایک ہی نصاب رائج ہو جو اسلامی تعلیمات اور نظریہ پاکستان کی اساسات پر استوار ہو۔ افسوس ہمارا معاملہ انتہائی غلط رخ پر جا رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس تضادِ فکری کو چھوڑیں اور دین وایمان کے تقاضوں کے مطابق اپنی زندگیوں کو استوار کرتے ہوئے ملک میں حقیقی اسلامی نظام کے قیام کے لئے جدوجہد کریں۔

(مرتب: فرقان دانش خان)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

بیرونی خطرات اور ہمارا انتشار

ایوب بیگ مرزا

ندائے خلافت کے قارئین اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک عرصہ سے اس کالم میں حکومت سمیت تمام سیاسی، مذہبی اور سماجی قوتوں کی خدمت میں عرض کیا جا رہا تھا کہ قومی سطح پر مفاہمت اور ہم آہنگی وقت کا تقاضا ہے اور اگر ملک میں انتشار و افتراق کی یہی حالت رہی تو ملکی سلامتی کو شدید خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ یہ کوئی الہامی بات نہیں تھی بلکہ بین الاقوامی حالات جو رخ اختیار کرتے چلے جا رہے تھے ان سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آئی تھی کہ اسلام دشمن قوتیں جن کا سرغنہ امریکہ ہے انہوں نے یہ طریقہ واردات اختیار کیا ہے کہ جس اسلامی ملک کو ملیا میٹ کرنا چاہتے ہیں یا اس کے وسائل پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں وہاں کسی ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ سے لڑانا، پھر کوئی عذر تراش کر کے وہاں اپنی افواج داخل کرنا اور اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کرنا۔ افغانستان میں شمالی اتحاد کی مدد سے یہ کام کیا گیا اور عراق میں صدام دشمن قوتوں کو اپنا ہم نوا بنا کر وہاں قبضہ جمایا۔ راقم کی رائے میں اس کے بعد ایران، شام ظاہری طور پر اس کے ہدف تھے اس سے پاکستان کے گرد محاصرہ مکمل ہو جاتا۔ اس سے پہلے کہ یہ ذکر کیا جائے کہ ان معروضات کا درج بالا قوتوں نے کیا اثر قبول کیا، یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اس وقت پاکستان کو کیا بیرونی خطرات درپیش ہیں۔ اور کیا وجہ ہے کہ پاکستان مین (main) ٹارگٹ یعنی اصل اور بڑا ہدف ہے۔ امریکہ، بھارت، اسرائیل کی ٹرائیکا جو بنیادی طور پر ایک مسلم دشمن اتحاد ہے، اُس نے مختلف بنیادوں پر مختلف اسلامی ممالک کو اپنا ہدف بنایا ہوا ہے۔ ان اسلامی ممالک میں سے پاکستان زیادہ کھٹکتا ہے۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ بیسویں صدی میں درجنوں مسلمان ممالک نے بلاواسطہ یا بالواسطہ سامراجی تسلط سے آزادی حاصل کی۔ ایشیا، مشرق وسطی اور افریقہ سے انگریزی، فرانسیسی اور اطالوی افواج کا انخلاء ہوا۔ ان علاقوں میں زیادہ تر مسلمان آباد تھے۔ ایسا محسوس ہوا کہ مسلمان زوال کی انتہا پر پہنچ کر پھر عروج کی طرف مارچ کرنے لگا ہے، یہاں تک کہ مفکر اسلام علامہ اقبال جیسے نابغہ روزگار اور حالات پر گہری نگاہ رکھنے والے دانشور نے بھی کہہ دیا کہ سویا ہوا شیر پھر انگڑائی لے رہا ہے۔ اور بلاشبہ سیاسی آزادی حاصل کرنا عظمت رفتہ کی بازیابی کے لئے پہلا قدم تصور کیا جانا چاہئے تھا۔ لیکن سفید سامراج نے سانپ کی طرح کینچلی بدلی تھی اور وہ بھی محض اپنے مفاد میں دنیا میں چونکہ جمہوری دور کا آغاز ہو رہا تھا۔ ایسے حالات میں عسکری قبضہ قائم رکھنا ممکن نظر نہیں آ رہا تھا اور پھر یہ کہ معاشی لحاظ سے بھی یہ بڑا مہنگا ثابت ہو رہا تھا لہٰذا سفید سامراج کا اپنا عسکری تسلط ان علاقوں میں ختم کرنا اگرچہ ظاہری طور پر پسپائی تھی لیکن درحقیقت بدلے ہوئے حالات میں جنگی تکنیک کا تبدیل کرنا تھا اور عسکری تسلط کی بجائے معاشی جکڑ بندی سے ان نو آزاد علاقوں کا کنٹرول زیادہ موثر طریقے سے حاصل کر لیا۔ عرب اور افریقہ میں یہ آزادی قومیت کی بنیاد پر حاصل کی گئی اور ممالک کے نام سے جغرافیائی لحاظ سے جو لکیریں کھینچی جا چکی تھیں اُن ہی حدود میں آزاد ملک قرار دیئے گئے جبکہ برصغیر ہند میں یہ معاملہ بالکل برعکس ہوا۔ پاکستان کے نام کا کوئی ملک 1947ء سے پہلے دنیا کے نقشہ پر موجود نہیں تھا پھر یہ کہ دنیا میں کہیں بھی کسی نظریہ کی بنیاد پر آزادی کی تحریک نہیں چلی تھی بلکہ اہل علاقہ اور مقامی لوگوں نے غیر ملکیوں کو اپنے وطن سے نکالنے کی تحریک شروع کی تھی۔ ہندوستان کی آزادی کی تحریک بھی اسی نعرہ سے شروع ہوئی تھی کہ انگریز ہندوستان خالی کر دے لیکن جب مسلمانوں نے محسوس کیا کہ اگلے جمہوری دور میں انگریز کے جانے سے صرف اتنا فرق واقع ہو جائے گا کہ اُس کے آقا تبدیل ہو جائیں گے اور مسلمانانِ ہند اسلامی طرز حیات اپنانے میں آزاد نہیں ہوں گے اور یہ تجربہ انہیں 1937ء میں ہونے والے انتخابات سے ہو گیا تھا یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی نمائندگی کا دعوی کرنے والی مسلم لیگ 1937ء کے انتخابات میں بری طرح ناکام ہوئی لیکن 1946ء کے انتخابات میں اس نے مسلم نشستوں پر کلین سویپ کیا۔

یہ تفصیل بیان کرنے کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ اس دور میں آزاد تو سب مسلمان ممالک ہوئے لیکن پاکستان واحد اسلامی ملک تھا جو اسلام یعنی مذہب کی بنیاد پر آزاد ہوا۔ لہٰذا نظریاتی ملک کہلایا اور یہی ''پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ'' کا نعرہ لگا تھا۔ دوسرا اہم معاملہ یہ ہوا کہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم برطانیہ جیت تو چکا تھا لیکن اس جیت نے اُسے نڈھال کر دیا تھا اور امریکہ ایک نئی سپر قوت کی حیثیت سے ابھرا، انگریزوں کے لئے قیادت کا علم امریکیوں کے ہاتھ پکڑانا اس لئے تکلیف دہ نہیں تھا کہ بہرحال نسل تو اُن ہی کی تھی۔ بلکہ یہ تو وہ گندے انڈے تھے جو برطانیہ نے باہر گلی میں اٹھا پھینکے تھے۔ البتہ سویت یونین سرخ سامراج کا قائد اور سرمایہ دارانہ نظام کے دشمن کی حیثیت سے دوسری سپر قوت بن کر ابھرا۔ سپر قوت کی حیثیت سے امریکہ کا پہلا ٹکراؤ سویت یونین سے ہوا۔ سویت یونین چونکہ بے خدا نظام کا دعویدار تھا لہٰذا عیار امریکہ نے سپر قوت کی حیثیت سے اُسے گرانے کے لئے اسلامی ممالک سے قریبی تعلق قائم کیا۔ پاکستان چونکہ ایک لحاظ سے سویت یونین کا ہمسایہ تھا اور اسلام کے نام پر وجود میں آنے کی وجہ سے جذبات شدید بھی تھے لہٰذا انہیں سویت یونین کے خلاف سب سے زیادہ استعمال کیا گیا۔ یہاں اسلام پسندوں کی خوب پیٹھ ٹھونکی گئی اور بات یہاں تک پہنچی کہ اسلحہ ڈالر امریکہ کے اور جانیں پاکستانی عسکریت پسندوں کی لڑیں۔ جس کے نتیجہ میں سویت یونین شکست و ریخت کا شکار ہوا۔ امریکہ کو تو عالمی قیادت کلی طور پر حاصل کرنے کے لئے سویت یونین کو راستے سے ہٹانا تھا وہ حصول مقصد کے بعد رفو چکر ہو گیا لیکن اسلامی عسکریت پسندوں کی جڑیں پاکستان کے طول و عرض میں پھیل چکی تھیں بلکہ سرحدوں سے باہر نکل رہی تھیں جو ظاہر ہے امریکہ کے لئے ناقابل برداشت تھیں۔ اولاً تو اس لئے کہ یہ عسکریت پسندی کل کلاں اُس کے نیو ورلڈ آرڈر کے راستے میں حائل نہ ہو جائیں اور ثانیاً اس لئے کہ بھارت اور اسرائیل جو امریکہ کے قدرتی حلیف ہیں اور جنہیں نیو ورلڈ آرڈر میں بالترتیب جنوبی ایشیا اور مشرق وسطی کا تھانیدار بنایا جانا تھا اُن کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتی تھیں اور اُن کے نکتہ نظر سے خطرناک ترین بات یہ ہوئی کہ پاکستان ایٹمی قوت بن گیا جو بھارت اور اسرائیل کو کسی قیمت پر قبول نہیں تھا۔ ماضی میں پاکستان مختلف مواقع پر بھارت کی جارحیت اور پیش قدمی، ایٹمی اسلحہ کے استعمال کی دھمکی دے کر روک چکا ہے۔ اسرائیل بھی پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو اپنی سلامتی کے لئے خطرہ سمجھتا ہے۔ امریکہ روز اول سے یہ کہتا ہے کہ اسرائیل کی سلامتی اُسے اپنی سلامتی کی طرح عزیز ہے۔ 1973ء کی عرب اسرائیل جنگ میں وہ عملی طور پر اپنے اس دعویٰ کی تصدیق کر چکا تھا۔ ایران کی باری پہلے اس لئے آ گئی ہے کہ وہ ابھی ایٹمی

قوت بنا نہیں۔ بعض امریکی عسکری ماہرین نے صاف صاف کہا ہے کہ پاکستان کے خلاف اقدام بہت سوچ سمجھ کر کیا جائے گا کیونکہ وہ ایٹمی قوت ہے اور وہ اپنی سلامتی خطرے میں دیکھ کر علاقے میں تباہی مچا سکتا ہے۔ اور امریکہ کسی ایسی عجلت پسندی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتا جس سے بھارت کو کسی قسم کا خطرہ لاحق ہو جائے جس سے ابھی اُس نے چین کے گھیراؤ کے لئے زبردست مدد لینی ہے۔ لہٰذا پاکستان کے دشمن پاکستان کی طرف بڑی احتیاط سے بڑھ رہے ہیں اور وہ کوئی اوچھا وار نہیں کریں گے۔ پاکستان کی سلامتی کو شدید خطرات درپیش ہیں جو روز بروز واضح ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ہمارے دشمن اپنے طریقہ وارادات کے مطابق کام کر رہے ہیں شمالی اور جنوبی وزیرستان میں فوج اور ہمارے مسلمان بھائی ایک دوسرے کو ہلاک کر رہے ہیں۔ بلوچستان میں حقوق کے نام پر راکٹ بازی ہو رہی ہے۔ یعنی دونوں جگہوں پر فوج کو اپنوں کے ساتھ لڑائی میں مصروف کر دیا گیا ہے۔ ان خطرات سے نمٹنے کے لئے کوئی فوری اور ہنگامی طور پر کرنے کا یہ کام تھا کہ ملک میں باہمی خیر سگالی اور مفاہمت کی فضا تیار کی جائے اسی خطرہ کو بھانپ کر اس کالم میں ایک عرصہ دراز سے دہائی دی جا رہی تھی کہ ذاتی اور گروہی مفادات سے بالاتر ہو کر اتحاد اور اتفاق کی فضا پیدا کی جائے تاکہ دشمن دراندازی سے باز رہے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ سیاسی اور مذہبی قوتوں کا باہمی ٹکراؤ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ بلکہ اس وقت باہمی تصادم کی ایسی کیفیت پیدا ہوگئی ہے کہ کچھ معلوم نہیں ہو رہا کہ کون کس سے لڑ رہا ہے۔ ماضی میں حکومت اپوزیشن سے لڑتی تھی۔ اپوزیشن کا اتحاد کم از کم اُس وقت تک ضرور قائم رہتا تھا جب تک حکومت کو گرا نہیں لیا جاتا تھا۔ اب یہ عالم ہے کہ حکومت اپوزیشن سے بھی لڑ رہی ہے اور حکومت کے اندر باہمی جنگ و جدل بھی جاری ہے۔ سندھ میں وزیر اعلیٰ اور وزیر دست و گریبان ہیں۔ صدر صاحب وزیر اعلیٰ کے حق میں آواز بلند کرتے ہیں اور حکومتی پارٹی کے چیف وزیر کے حق میں بیان دیتے ہیں۔ باہمی اختلاف کی وجہ سے گورنر سرحد استعفیٰ دے چکے ہیں۔ ایک مرکزی وزیر کہتا ہے کہ PPP سے ڈیل ہو رہی ہے۔ دوسرا کہتا ہے بالکل نہیں ہو رہی۔ وفاقی وزیر تعلیم پنجاب کے وزیر تعلیم کے خلاف بیان بازی کر رہے ہیں۔ اپوزیشن کا حال اس سے بھی برا ہے۔ اے آر ڈی کی دو بڑی اتحادی جماعتیں مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی ہیں لیکن ایک کا منہ ادھر اور دوسری کا اُدھر ہے۔ ایک مشرف کو ساری برائیوں کی جڑ قرار دیتی ہے اور اُس کی اتحادی جماعت بانگ دہل مشرف سے ڈیل کی بات کر رہی ہے۔ پھر یہ کہ خود ان جماعتوں کے اندر بھی باہمی سر پھٹول جاری ہے اور ایک دوسرے کو شوکاز نوٹس دلائے جا رہے ہیں۔ ایم ایم اے مذہبی جماعتوں کے اتحاد کا نام ہے پہلے یہ اے آر ڈی سے مل کر گرینڈ اتحاد بنا رہا تھا۔ پھر اے آر ڈی سے اس کی تو تو میں میں ہوئی۔ پھر جے یو آئی (س) ایم ایم اے سے جدا ہوئی اب ایم ایم اے میں جے یو آئی (ف) اور جماعت اسلامی کے درمیان رسہ کشی ہے۔ فضل الرحمٰن حکومت سے صلح کی باتیں کرتے ہیں تو قاضی حسین احمد حکومت کو ملین مارچ کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اس صورت حال میں راقم اپنا سر پیٹ رہا ہے کہ اس نے اتحاد و اتفاق کا مشورہ ہی کیوں دیا۔ انہوں نے تو بڑے زور دار انداز میں انتشار و افتراق پر اتحاد کر لیا ہے۔

اگرچہ راقم اس وضاحت کے ساتھ اتحاد و اتفاق کی فضا قائم کرنے کا مشورہ دیتا رہا کہ یہ ملکی سلامتی کو ایک عارضی سہارا دینا ہوگا۔ پاکستان کی حقیقی سلامتی کا راز صرف یہاں اسلامی نظام کے قیام میں مضمر ہے لیکن شاید یہ مشورہ ہی غلط تھا اور کوئی شے ہمیں عارضی سہارا بھی نہیں دے سکے گی ہماری پناہ گاہ صرف اسلام ہے۔ جاہلانہ روشن خیالی سے محفوظ اسلام۔ نظریاتی کنٹریبوشن تو ایک باطل نظام برداشت نہ کر سکا اور پاکستان سے کہیں بڑی ایٹمی قوت سویت یونین شکست و ریخت سے دوچار ہوگئی۔ نظام حق کسی پیوندکاری کو کیسے قبول کرے گا اور ہماری ابتدائی سطح کی ایٹمی صلاحیت ہمیں کیسے بچا سکے گی ہمارے لئے اسلام کا دامن تھامے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

پریس ریلیز

4 مارچ 2005ء

اللہ نے انسان کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا' بندگی سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت اس کی محبت کے جذبے کے ساتھ کی جائے۔ نبی اکرم ﷺ اللہ کی محبت اور اطاعت ہی میں مکہ کی گلیوں میں دعوت دیتے نظر آتے ہیں۔ وادیٔ طائف اور غزوہ اُحد میں اللہ کی محبت کی خاطر ہی آپؐ لہولہان ہوئے۔ تمام انبیاء و رسل اور صحابہ کرامؓ کی زندگی ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ یہ باتیں ناظم تربیت تنظیم اسلامی شاہد اسلم نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے دوران کہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی محبت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے والدین اور گھر بار کو چھوڑا' اسی راہِ عشق میں آگ میں کودے' اللہ کے حکم پر بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بچپن میں قربان کرنے کو تیار ہو گئے اور اللہ کی خوشنودی کی خاطر شیر خوار بچے اور بیوی حضرت ہاجرہ کو مکہ کی بیابان وادی میں چھوڑ دیا۔ شاہد اسلم نے کہا کہ قرآن حکیم میں مومنین کا وصف بیان ہوا ہے کہ وہ اللہ سے محبت میں شدید ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہم ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں تو اللہ کے ساتھ ہماری محبت اور وابستگی کس حد تک ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ سے محبت کا ٹیسٹ یہ ہے کہ انسان اخلاص کے ساتھ دین کے تمام تقاضے پورے کرے۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

اهم اعلان

حسب پروگرام' ان شاء اللہ العزیز' 23 مارچ کو یومِ پاکستان کی مناسبت سے ندائے خلافت کا خصوصی شمارہ

تحریک پاکستان نمبر

شائع کیا جائے گا جسے ملک کے نامور ادیب اور صحافی سید قاسم محمود صاحب ترتیب دے رہے ہیں۔

- قارئین اور ایجنٹ حضرات اپنے آرڈر آئندہ ہفتے تک جمع کرا دیں۔
- آئندہ ہفتے ندائے خلافت شائع نہیں ہوگا بلکہ 23 مارچ کا خصوصی شمارہ اضافی ضخامت کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

کراچی میں خلافت کی اذان

''خلافت کی حقیقت اور عصر حاضر میں خلافت کا نظام'' کے موضوع پر خالقدینا ہال' کراچی میں
داعی تحریک خلافت پاکستان **ڈاکٹر اسرار احمد** کے تین خطبات کی روداد

محمد سمیع کراچی

خالقدینا ہال کو بانی محترم نے اس لئے پسند فرمایا تھا کہ یہ وہ تاریخی ہال ہے جہاں تحریک خلافت کے اکابرین بشمول مولانا محمد علی جوہر، مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا ابوالکلام رحمہم اللہ پر مقدمہ ء بغاوت چلا تھا اور انہیں انگریزوں نے قید کی سزا سنائی تھی۔ اس سے پہلے بھی یہاں بانی محترم نے 1992ء میں بحیثیت داعی تحریک خلافت کے زیر اہتمام خطبات خلافت ارشاد فرمائے تھے۔ ایسے موقع پر جبکہ الہدیٰ پروگرام کے بعد کیو ٹی وی کے پروگرام کے ذریعہ بانی محترم کا پہلے سے وسیع تر تعارف اندرون و بیرون ملک وسیع تر ہوا ہے، اس کے پیش نظر ہمیں یہ توقع تھی کہ یہ ہال اپنی گنجائش کے لحاظ سے ناکافی پڑ جائے گا، لہٰذا ہال کے باہر بھی ملٹی میڈیا کے ذریعہ ان کی تقریر اسکرین پر دکھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔ ہماری توقع کے عین مطابق، اس پروگرام میں لوگ بہت بڑی تعداد میں شامل ہوئے۔ ہال کے باہر اور کوریڈور میں نشست کے لئے اضافی انتظامات رکھے گئے تھے۔ ان تین دنوں میں خواتین و حضرات کی تعداد 2000 سے 2300 تک رہی۔ پہلے

> امید ہے کہ ان شاء اللہ پاکستان اور افغانستان میں مستقبل میں خلافت کا نظام قائم ہوگا اور یہیں سے احادیث کی روشنی میں حضرت مہدی کی مدد کے لئے فوجیں جائیں گی۔ اس نظام کے قیام کے لئے ہمیں اپنا تن من دھن لگا دینا چاہئے۔

دن بانی محترم نے خلافت کی حقیقت کے لئے غیر منقسم ہندوستان میں انگریزوں کے دور میں ملکہ برطانیہ کے نمائندے کی حیثیت سے وائسرائے کی تمثیل بیان فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ جس طرح وائسرائے ہند کو ہندوستان میں اپنا حکم جاری کرنے کے بجائے ملکہ کے فرمان پر عملدرآمد کروانا ہوتا تھا تاکہ اس کی حاکمیت برقرار رہے، اسی طرح روئے ارضی پر دنیا کے خالق و مالک کی حکمرانی قائم کرنا خلافت ہے، اس اعتبار سے انسان گویا اللہ کا وائسرائے ہے جو اللہ کے احکامات کی تنفیذ کرتا ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے جن امور میں صریح حکم دینا ضروری نہ سمجھا ہو، وہاں آپس کے مشورے سے کسی فیصلے پر پہنچا جا سکتا ہے۔ ہمارے ملک میں قرارداد مقاصد کی منظوری کے ذریعہ اللہ کی حاکمیت کا اقرار بھی کیا جا چکا ہے اور یہ بھی طے ہو چکا ہے کہ قرآن وسنت سے متصادم کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی لیکن دستور میں چور دروازوں کی موجودگی کی بناء پر اسلامی قوانین کا اطلاق نہیں ہو پاتا۔ اس حوالے سے انہوں نے اپنی ان تجاویز کا اعادہ فرمایا جن کی بنیاد پر دستور میں ترامیم کی جا سکتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ صدارتی نظام، نظام خلافت سے قریب تر ہے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ کسی اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیت کو برابر کا شہری قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ وہ ریاست کے نظریئے پر ایمان نہیں رکھتا البتہ اس کے جان و مال کو مکمل تحفظ حاصل رہے گا اور اس کو اپنے عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی ہوگی۔ اس موقع پر جسٹس (ر) وجیہ الدین صدیقی نے جو اس دن کے سیشن کی صدارت فرمارہے تھے کہا کہ صدارتی نظام 'خلافت کے نظام کے قریب ہے لیکن اقلیتوں کے بارے میں مغرب کے مسلمانوں کے خلاف جاری رویوں کے پیش نظر ڈاکٹر صاحب کو اپنی اس بات پر زور نہیں دینا چاہئے۔

دوسرے دن بانی محترم نے اسلام کے معاشی و معاشرتی نظام کی تفصیلات بیان فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلام نہ ذاتی ملکیت کی نفی کرتا ہے اور نہ ہی سرمایہ کاری میں مسابقت کے راستے بند کرتا ہے۔ البتہ اسلام کے معاشی نظام میں سود اور جوئے اور شراب کو حرام قرار دیا ہے۔ دوسری جانب یہ تصور دیا گیا ہے کہ جو کچھ اسے عطا کیا گیا ہے وہ اس کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے لہٰذا اسے اس کی عطا کردہ چیزوں کو اس کے حکم کے مطابق استعمال کرنا ہے۔ اسے نہ تو ذخیرہ اندوزی کی اجازت ہے اور نہ ناجائز منافع خوری کی۔ اسی طرح معاشرے میں معاشی دوڑ میں پیچھے رہ جانے والوں کے لئے زکوٰۃ کی مد میں ایک خاص نصاب مقرر کرنے کے علاوہ زیادہ سے زیادہ انفاق کی ترغیب ہے حتیٰ کہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ جو بھی شئے تمہارے پاس تمہاری ضرورت سے زائد ہے اسے اللہ کی راہ میں صرف کرو۔

تیسرے دن بانی محترم نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی پیشنگوئی کے مطابق دور نبوت، دور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ، کاٹ کھانے والی بادشاہت یعنی دور بنوامیہ اور بنوعباس اور جبری بادشاہت یعنی مسلمانوں پر غیر مسلموں کی حاکمیت کا دور ختم ہو چکا ہے اور آج دنیا ایک بار پھر دور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی جانب رواں دواں ہے۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ پاکستان اور افغانستان میں مستقبل میں خلافت کا

> اسلام کے معاشی نظام میں سود اور جوئے اور شراب کو حرام قرار دیا ہے۔ دوسری جانب یہ تصور دیا گیا ہے کہ جو کچھ اسے عطا کیا گیا ہے وہ اس کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے لہٰذا اسے اس کی عطا کردہ چیزوں کو اس کے حکم کے مطابق استعمال کرنا ہے۔

نظام قائم ہوگا اور یہیں سے احادیث کی روشنی میں حضرت مہدی کی مدد کے لئے فوجیں جائیں گی۔ اس نظام کے قیام کے لئے ہمیں اپنا تن من دھن لگا دینا چاہئے۔

خطبات خلافت کے ان پروگرام کی انتظامی امور کے لئے شجاع الدین شیخ صاحب کو ناظم' سرفراز احمد خان صاحب کو نائب ناظم، تزئین و آرائش فیصل منصوری صاحب، ملٹی میڈیا کے ناظم زبیر اقبال صاحب، سیکورٹی کے ناظم شاہد حفیظ چودھری صاحب اور ناظم مکتبہ کے فرائض ریاض الاسلام فاروقی صاحب نے انجام دیئے۔ تشہیر کے لئے 30,000 ہینڈ بلز، 200 بینگرز اور 200 بینرز تیار کئے گئے تھے جو شہر کے مختلف مقامات پر آویزاں کئے گئے۔ تینوں دن اخبار میں اشتہار شائع ہوئے۔ 700 دعوت نامے تیار کئے گئے تھے جو احباب کو تقسیم کئے گئے۔ اخبارات کے دفاتر میں متعلقہ ذمہ داران سے ملاقاتیں کی گئیں اور ان سے پریس کوریج کی درخواست کی گئی۔ نتیجتاً 3 فوٹو گرافرز اور اسٹاف رپورٹرز نے پریس کوریج کی۔ اس پروگرام کی خاص بات یہ تھی کہ اس کے انتظامات میں نوجوان رفقاء نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور شرکاء میں بھی قابل لحاظ تعداد میں نوجوان شامل تھے۔

ضرورت اردو کمپوزر

رسائل وجرائد اور کتب کی کمپوزنگ (بشمول قرآنی آیات واحادیث مع اعراب) کی استعداد رکھنے والے نوجوان کی ضرورت ہے۔
برائے رابطہ: مدیر شعبہ مطبوعات' قرآن اکیڈمی
فون:03-042-5869501

مشاہیر اسلام

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رح کی تفسیری خدمات

عبدالرشید عراقی

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کی ذات محتاج تعارف نہیں' آپ ایک بلند پایہ عالم دین' مفسر قرآن' محدث دوران' فقیہہ' مجتہد' مصنف' مورخ' محقق' نقاد' مدبر و مفکر' متعلم و متکلم' ادیب' دانشور' صحافی اور فن مناظرہ کے امام تھے۔ ادیان باطلہ کی تردید میں آپ کی خدمات جلیلہ کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں کہ:

> ''اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا۔ اس کے حملے کو روکنے کے لئے اُن کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا۔ اور اسی مجاہدانہ خدمات میں انہوں نے عمر بسر کردی۔ فجزاہ اللہ عن الاسلام خیر الجزاء۔ (یادرفتگاں)

مولانا ثناء اللہ مرحوم کی قومی و ملی اور سیاسی خدمات بھی قدر کے قابل ہیں۔ ندوۃ العلماء' جمعیۃ العلماء' مجلس خلافت کے قیام میں ان کی بہت زیادہ خدمات ہیں۔ ان کا شمار ندوۃ العلماء اور جمعیۃ العلماء کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ مولانا ثناء اللہ کی ذات ستودہ صفات چودھویں صدی ہجری میں بے مثال و بے نظیر تھی۔ ایسی باکمال ہستیاں گاہے گاہے پردہ عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتی ہیں' ایسی ہی نامور ہستیوں کے بارے میں علامہ اقبال نے فرمایا ہے:

> ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
> بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

تفسیری خدمات:

مولانا ثناء اللہ مرحوم نے تفسیر القرآن کے سلسلہ میں عربی اور اردو میں نو کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

تفسیر ثنائی:

یہ تفسیر اردو میں (8) جلدوں میں ہے۔ اور خاص اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں الفاظ قرآن کی عمدہ اسلوب میں تشریح کی گئی ہے۔ ترجمہ بامحاورہ اور عام فہم ہے۔ آیات قرآن کے باہمی ربط کی طرف بھی خاص توجہ کی گئی ہے۔ مخالفین اسلام (عیسائی' آریہ' قادیانی) کے اعتراضات کا عقلی و نقلی دلائل سے جواب دیا گیا ہے اور سرسید احمد خان کی نیچریت پر پوری طرح گرفت کی گئی ہے۔ تفسیر کے شروع میں مولانا امرتسری نے ایک جامع و علمی اور تحقیقی مقدمہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ جس میں صاحب قرآن محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا ثبوت مختلف مذاہب کی کتابوں سے فراہم کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ مولانا نے حواشی میں مختلف علمی' دینی' تاریخی اور تحقیقی مباحث پر اظہار خیال کیا ہے۔ یہ تفسیر مکتبہ قدوسیہ' اردو بازار' لاہور سے دستیاب ہے۔

تفسیر القرآن بکلام الرحمان

یہ تفسیر ایک جلد میں ہے۔ اور عربی میں ہے۔ اس تفسیر میں مولانا نے آیات کی تفسیر آیات ہی سے کی ہے۔ آیات کا شان نزول بیان کرتے ہوئے انہیں واقعات پر اکتفا کیا گیا ہے جو صحیح سندوں سے مروی ہیں۔ اس تفسیر میں مولانا نے تفسیر جلالین کی طرح اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔ اس تفسیر میں مولانا امرتسری نے مشکل الفاظ کی تشریح قرآن ہی سے حل کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ بقول علامہ سید سلیمان ندوی' یہ غالباً اسلام میں پہلی تفسیر ہے جو اس اصول پر لکھی گئی ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن ہی سے کی جائے۔ عربی مدارس میں اگر جلالین کی جگہ اس تفسیر کو رواج دیا جائے۔ تو آج کل کی ضرورتوں کے لحاظ سے بہت بہتر رہے۔ (معارف اعظم گڑھ اکتوبر 1929ء) اسے مکتبہ احیاء السنہ گرجاکھ گوجرانوالہ نے شائع کیا ہے۔

بیان الفرقان علی علم البیان:

یہ تفسیر عربی میں ہے۔ اور سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ پر مشتمل ہے۔ اس کے شروع میں علم معانی' بیان اور بدیع کے (172) فوائد کا ذکر کر کے حواشی میں اس کی مثالیں قرآن مجید سے پیش کی گئی ہے۔ مولانا امرتسری نے یہ تفسیر فقہی نقطۂ نظر سے لکھی ہے اور اختصار کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔ اس تفسیر میں مولانا نے بعض تفسیروں پر تنقید بھی کی ہے۔ مولانا نے بعض جگہ عربی اشعار بھی درج کئے ہیں۔

تفسیر بالرائے:

یہ تفسیر اردو میں ہے اور سورۃ فاتحہ و سورۃ بقرہ پر مشتمل ہے اس تفسیر میں مرزا قادیانی کی تفسیر ''خزینۃ العرفان'' مولوی مقبول احمد شیعی کے ترجمہ قرآن مع حواشی' مولوی احمد الدین امرتسری نیچری کی تفسیر 'بیان للناس' مرزا محمود قادیانی کے تفسیری نوٹ' مولوی احمد رضا خان بریلوی کا ترجمہ مع حواشی مولوی نعیم الدین مراد آبادی اور خواجہ حسن نظامی کی تحریفات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

مقدمہ تفسیر آیات متشابہات:

یہ کتاب دراصل مولانا امرتسریؒ کی تفسیر ثنائی (اردو) اور تفسیر القرآن بکلام الرحمان (عربی) کا مقدمہ ہے۔ اور اس کے ساتھ اس کتاب میں صفات باری تعالیٰ اور حروف مقطعات کے معنی و مطالب کو اقوال سلف ولغات عرب سے واضح کیا گیا ہے۔

برہان التفاسیر برائے اصلاح سلطان التفاسیر:

یہ تفسیر پادری سلطان محمد پال کی تفسیر ''سلطان التفاسیر'' کا جواب ہے۔ پادری صاحب نے پہلے پارہ کی تفسیر لکھی۔ اور مولانا امرتسری نے اس کا جواب دیا۔ جو الجدیث امرتسر میں (81) قسطوں میں (7 مئی 1932ء تا 17 مئی 1935ء) شائع ہوا۔ اس تفسیر میں مولانا نے عیسائی' منکرین حدیث اور قادیانی حضرات کی تفاسیر پر بھی نقد و تبصرہ فرمایا ہے۔

بطش قدیر بر قادیانی تفسیر کبیر:

یہ کتاب مرزا محمود قادیانی کی تفسیر (سورۂ یونس تا سورۂ کہف) کی تردید میں ہے۔ قادیانی مصنف نے اپنی تفسیر میں جو غلطیاں کی ہیں مولانا نے اس کا جواب دیا ہے۔ یہ مکتبہ ناصریہ فیصل آباد سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

تفسیر سورۂ یوسف اور تحریف بائبل:

یہ کتاب سورۂ یوسف کی تفسیر ہے ساتھ ہی بائبل کے بیان (متعلقہ حضرت یوسف علیہ السلام) سے اس کا تقابل کیا گیا ہے اور تحریف بائبل کا ثبوت بھی پیش کیا گیا ہے۔

تشریح القرآن:

یہ رسالہ راقم کی نظر سے نہیں گزرا۔ اس کا ذکر مولانا داؤد راز دہلوی نے ''حیات ثنائی'' کے صفحہ 544 پر کیا

اعتذار

ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 8 میں ''اسلام اور بینکنگ'' کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کی روداد جناب فرقان دانش خان' نائب ناظم شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی نے بڑی محنت سے مرتب کی تھی' لیکن غلطی سے ان کا نام شائع ہونے سے رہ گیا تھا۔ براہ کرم رفقاء و احباب نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

مکتوب یورپ

ڈاکٹر قدیر کیس، پاکستان اور عالمی سازشیں

سپین سے مرزا ندیم بیگ کا مراسلہ

نائن الیون کے واقعے کے بعد امریکہ نے میڈیا کے بل بوتے پر اسامہ بن لادن کو امریکہ اور دنیا کے امن کے لئے خطرناک شخص قرار دیا اور بغیر کسی ثبوت کے افغانستان پر چڑھائی کر دی اور بھوک وافلاس کے مارے ہوئے افغانوں کے کمزور جسموں کو ڈیزی کٹر بموں سے اڑا کر رکھ دیا۔ جو بچ گئے انہیں کنٹینروں میں بھر کر موت کی وادی میں اتار دیا گیا۔ لاشوں کے جسموں میں تیزاب بھر کر رقص بسمل سے لطف اندوز ہوا گیا۔ بہت سوں کو جانوروں کی طرح ہانک کر گوانتانامو کے جیلوں میں بغیر مقدمے اور تفتیش کے بند کر دیا گیا جو ہر روز جیتے اور مرتے ہیں' کی کیفیت سے دوچار ہیں۔

افغانستان میں وحشت اور بربریت کا کھیل کھیلنے کے بعد سپر پاور امریکہ نے اقتصادی پابندیوں کے نتیجے میں بدحال اور غربت کے مارے عراق کا رخ کیا اور یہاں اسامہ بن لادن کی طرح صدام حسین کو منتخب کیا گیا اور دنیا میں یہ منظر کھینچا کہ یہ شخص خطرناک ہتھیاروں سے مالا مال ہے اور دنیا کے امن کو تہہ وبالا کر دے گا۔ اقوام متحدہ کے انسپکٹروں کی رپورٹوں کہ عراق میں کسی خطرناک ہتھیار کا کوئی وجود نہیں' کو نظر انداز کرتے ہوئے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ چنگیز اور ہلاکو کی طرح انسانی کھوپڑیوں کے مینار کھڑے کر دیئے گئے۔ جیتے جاگتے فلوجہ کو قبرستان بنا دیا گیا۔ نوجوانوں اور جوانوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ اور یہ عمل دونوں ملکوں میں تاحال جاری ہے۔

افغانستان اور عراق میں مسلمانوں کا خون چوسنے کے بعد ڈریکولائی طبیعت کے مالک امریکہ کی تسکین نہ ہوئی اور اب اس کی نظریں ایران اور شام پر لگی ہوئی ہیں۔ پاکستان میں خون کی ہولی کھیلنے کے لئے امریکہ کی بے تابی قابل دید ہے اور اس کے لئے اس نے یہاں اسامہ بن لادن اور صدام حسین کی طرح ایک شخص کا انتخاب کر لیا ہے اور وہ شخص پاکستان کے ایٹم بم کے خالق ڈاکٹر عبدالقدیر خان ہیں ان پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے ایٹمی ٹیکنالوجی دنیا کے کئی ممالک کو فراہم کی ہے اور اس شخص کا تعلق ایٹمی ہتھیاروں کی سمگلنگ کے نیٹ ورک سے ہے اور یہ شخص عالمی امن کے لئے خطرہ ہے۔

روشن خیال' اعتدال پسند اور امریکہ کی محبوب حکومت نے قومی ٹیلی ویژن پر قومی ہیرو سے الزامات کی تصدیق کروا کر امریکہ کے الزامات پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور سمجھ لیا کہ اب امریکہ کی ہم سے کوئی ناراضگی نہیں اور معاملہ رفع دفع ہو گیا ہے۔ اس خوش فہمی میں مبتلا حکومت نے قومی ہیرو کو معاف کر کے تاحیات قید کر دیا ہے۔ مگر امریکی جاسوس مسلسل اس مسئلہ کی ٹوہ میں لگے ہوئے ہیں اور ان کی کوشش ہے کہ اس کی آڑ میں پاکستان کا حشر بھی افغانستان اور عراق جیسا کر کے اس کو بھارت کا طفیلی ملک بنا دیا جائے۔ اگر یہ نہیں تو امریکی حکومت اور میڈیا اس حوالے سے روز بروز کیوں نیا شوشہ چھوڑتا ہے؟

ان حالات وواقعات کے بعد یہ سمجھنا کہ ''ہماری باری نہیں آئے گی'' خام خیالی نہیں تو اور کیا ہے۔ امریکہ یہ الزام کہ پاکستان کا ایٹمی اثاثہ انتہا پسندوں کے ہاتھ لگ سکتا ہے' کو ثابت کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے حالانکہ پوری دنیا جانتی ہے کہ امریکہ کو یہ ''اعزاز'' حاصل ہے کہ اس نے دنیا میں پہلی بار ایٹم بم کے استعمال سے جاپان کے جیتے جاگتے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی کو قبرستانوں میں تبدیل کر دیا تھا۔ اور عالمی امن کے لئے مستقل خطرہ والی ریاست اسرائیل کو ایٹم بم طشتریوں میں رکھ کر پیش کئے ہیں جس سے پورا عالم عرب غیر محفوظ ہو گیا ہے۔

امریکہ دنیا کا متمدن ملک ہونے کا دعویدار ہے مگر اس کے باوجود عدل وانصاف کے مسلمہ اصولوں کی اس کے نزدیک کوئی اہمیت اور وقعت نہیں ہے۔ یہ آج تک اسامہ بن لادن پر گیارہ ستمبر کے حملوں کا الزام ثابت کر سکا ہے اور نہ عراق سے خطرناک ہتھیار برآمد کر سکا ہے۔ اس خطرناک کردار کے باوجود اس کی دوستی پر ناز کرنا کہاں کی دانشمندی ہے۔

پاکستان درحقیقت امریکہ کے اعصاب پر سوار یہودیوں کی آنکھ کا کانٹا ہے اور اسرائیل کے لئے اس کا وجود اور اس کا ایٹمی اثاثہ ہمیشہ کے لئے وبال جان ہے اور وہ اس کے خاتمہ کے درپے ہے۔ لہٰذا پاکستان کے مستقبل کے بچاؤ کے لئے ضروری ہے کہ قوم کو ''سب سے پہلے پاکستان'' کی بجائے ''سب سے پہلے اسلام'' کی بنیاد پر مجتمع کیا جائے کیونکہ یہی پاکستان کی اساس اور وجۂ جواز ہے۔ ورنہ علاقائی اور قومیتوں کی بنیاد پر غیر مستحکم پاکستان امریکہ اور یہود کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

ہفت روزہ مبتدی تربیت گاہ

ان شاء اللہ العزیز

20 مارچ 2005ء بروز اتوار نماز عصر سے

مرکز تنظیم اسلامی' گڑھی شاہو' لاہور

میں مبتدی رفقاء کے لئے

ہفت روزہ تربیت گاہ

ہو رہی ہے۔ رفقاء زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرما کر تنظیم سے حقیقی وابستگی کا ثبوت دیں

نوٹ: موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔

المعلن: **مرکزی شعبہ تربیت' تنظیم اسلامی**

فضیلت والا علم کون سا ہے؟

صبیحہ وحید، ڈیٹرائٹ

علم اُس وقت تک عام نہیں ہو سکتا جب تک ہر انسان علم حاصل کرنے کے علاوہ علم پھیلانے اور اُسے دوسروں تک پہنچانے کی فضیلت اور ضرورت کا بھی گہرا احساس رکھتا ہو۔ جس طرح علم کا حاصل کرنا اجر و ثواب ہے۔ اسی طرح اس کا پھیلانا بھی ایسا صدقہ جاریہ ہے۔ جس کے اجر و ثواب کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کیونکہ انسان جب کسی ایک شخص کو کوئی مفید علم دیتا ہے تو وہ یہ اندازہ نہیں لگا سکتا ہے کہ اس ایک شخص کے ذریعے آگے کتنے اور لوگ اس علم کو حاصل کر کے اجر و ثواب لانے کا باعث بنیں گے۔ اس لئے اسلام میں اس بات کو صاف کر دیا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی اچھائی کا آغاز کیا تو آگے وہ اچھائی جہاں تک بھی پھیلتی جائے گی۔ اس پہلے کو اس کے اجر و ثواب میں سے حصہ ملتا رہے گا۔ لہٰذا حصول علم کی تاکید کے ساتھ "اشاعتِ علم" کی تاکید بھی آئی ہے۔

علم کے پانچ درجے ہیں:

☆ پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان خاموش رہنا سیکھے۔

☆ دوسرا درجہ یہ ہے کہ توجہ سے سننا سیکھے۔

☆ تیسرا درجہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی سنے اُسے یاد کرے۔

☆ چوتھا درجہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی معلوم ہو جائے اُس پر عمل کیا جائے۔

☆ پانچواں درجہ یہ ہے کہ جو علم ہو اس کو آگے پھیلائے۔

قرآن و حدیث میں کئی مقامات پر علم کی فضیلت آئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ (طٰہٰ:114)

"اے میرے ربّ مجھے مزید علم عطا فرما"۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان کی رو سے انسان کو اس لئے پیدا کیا گیا تھا کہ وہ اپنے معبود کی بندگی کرے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات: 56)

"اور جن اور انسان کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی کریں"۔

دوسری طرف اسے علم حاصل کرنے کی ضرورت کا احساس دلاتے ہوئے یہ فرمایا:

"تم میں سے جو لوگ ایمان رکھنے والے ہیں اور جن کو علم بخشا گیا ہے اللہ اُن کو بلند درجے عطا فرمائے گا"۔ (المجادلہ:110)

اور رسول خدا ﷺ کو مخاطب کر کے حکم دیا گیا کہ

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (الزمر:9)

"(اے نبی) کہو کہ کیا علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے کبھی برابر ہو سکتے ہیں"۔

"فضیلت والا علم" درحقیقت وہ معلومات ہیں۔ جن کے حاصل ہونے کے باعث انسان اپنا فریضہ "بندگی" بہتر طور پر سر انجام دے سکتا ہے۔ لفظ "بندگی" کے مفہوم میں بھی بڑی وسعت ہے۔ بندگی صرف نماز روزے ہی کا نام نہیں بلکہ زندگی کے ہر معاملے میں خدا کی خوشنودی کو پیشِ نظر رکھنے کا نام ہے۔

سورۃ البقرہ کے چوتھے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ اس نے انسان کو دنیا میں اپنا خلیفہ یعنی نائب بنا کر بھیجا ہے۔ اب نائب کوئی خود مختار ہستی نہیں ہوتا بلکہ اس کا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ سلطنت میں اصل حکمران کی مرضی کو نافذ کرے۔ خود بھی اس کا فرمانبردار رہے۔ اور سلطنت والوں کو بھی اس کا فرمانبردار بنانے کی کوشش جاری رکھے۔

فضیلت والا علم وہ علم ہے جو انسان کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ خدا کے نائب ہونے کی حیثیت سے جو فرائض اس پر عائد ہوتے ہیں۔ اُن کو بہتر سے بہتر طریقے سے انجام دے کر اپنے حکمرانِ حقیقی کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی حاصل کرے۔

مختصر یہ کہ علم حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ فضیلت کی بات ہے۔

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (فاطر:28)

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں"۔

سچ تو یہ ہے کہ علم کے بغیر انسان نہ خدا کی صحیح معرفت حاصل کر سکتا ہے نہ ہی اپنی پہچان۔ انسان کو خدا تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اس شرف کو قائم رکھنے کے لئے اسے علم کی شدید ضرورت ہے۔

ایک مشہور مقولہ ہے گود سے گور تک علم کی طلب جاری رکھو۔

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص علم کی طلب میں کسی راہ پر چلا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کرے گا"۔

امام شافعیؒ علم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جو شخص علم سے محبت نہ کرے، اُسے اپنا دوست نہ بناؤ"۔

علم دین حاصل کرنے میں لگے رہنا نفل نمازوں سے زیادہ افضل ہے۔

فرائض ادا کرنے کے بعد حصولِ علم میں مشغول رہنا ہی قربِ الٰہی حاصل کرنے کا سب سے افضل ذریعہ ہے۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا فرمان ہے کہ علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال کفار کی۔ علم اندھے پن کو دل سے اس طرح زائل کر دیتا ہے جس طرح چاند گھپ اندھیرے کو۔

☆ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ خالص نیت سے صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے حدیث کا علم حاصل کرنا دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔

☆ حضرت علی ؓ کا فرمان ہے علم مال سے بہتر ہے کیونکہ مال کی تمہیں نگہبانی کرنی پڑتی ہے۔ مگر علم تمہارا نگہبان ہوتا ہے۔ مال خرچ کرنے سے ختم ہوتا ہے مگر علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔

☆ ایک دفعہ حضرت حکیم لقمان سے دریافت کیا گیا کہ دنیا میں سب سے زیادہ مالدار کون ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ جو اپنے مال پر سب سے زیادہ قناعت کرنے والا ہو۔ پھر پوچھا گیا کہ دنیا میں سب سے بڑا عالم کون ہے تو فرمایا کہ سب سے بڑا عالم وہ ہے جو دوسروں کے علم سے برابر اپنے علم میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ دوسروں کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھتے رہنے کے باعث اُن کے علم کو اپنے علم میں ملاتا رہتا ہے اور اپنے علم میں اضافہ کرتا ہے۔

ہر طالب کو چاہئے کہ اس دعا کو اپنا وظیفہ بنائے:

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ

"اے خدا مجھے نفع دے اس علم سے جو تو نے مجھے عطا کیا اور عطا کر مجھے وہ علم جو مجھے نفع دے"۔ آمین!

(صبیحہ وحید ڈیٹرائٹ)

دعائے مغفرت

تنظیم اسلامی کراچی کے رفیق افتخار مغل اور رفیقہ رخسانہ مغل کے بھائی ضیاء مغل کا انتقال ہو گیا ہے۔ رفقاء و احباب اور قارئین ندائے خلافت سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

فاشزم کی افواج کا المیہ!

اپنی بادشاہت قائم کرنے یا اسے توسیع دینے کے لئے جنگوں کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا ہے' ان میں لڑنے والے کوئی ہوتے تھے اور بادشاہت کسی اور کی قائم ہوتی تھی۔ لڑنے والے اپنی جان دینے پر کیونکر آمادہ ہو جاتے ہیں' ان میں مالی اور دوسرے دنیاوی مفادات کے علاوہ ان کی برین واشنگ کا عمل دخل بھی ضروری ہوگا ورنہ کوئی باضمیر اور باشعور آدمی وقت کے کسی ہلاکو یا چنگیز خان کے لئے جان دینے سے پہلے یہ ضرور سوچتا ہے کہ یوں جان دینے کا کوئی جواز ہے بھی یا نہیں! بہر حال یہ سلسلہ اب اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے لہٰذا ہر آدمی سوچنے پر مجبور ہے کہ ایسا کیوں ہے۔ مینوئیل ویزویلا کی کتاب Worker Bees and soldiers Ants سے ماخوذ درج ذیل اقتباس میں اسی سوال کا جواب دیا گیا ہے۔ (ادارہ)

کوئی قوم یا معاشرہ جب احساس برتری کے مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کا اگلا مرحلہ فاشزم ہوتا ہے' جیسا کہ آج امریکہ کا معاملہ ہے جو باقی دنیا کے علاوہ خود امریکی قوم کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ ہے اس کے باوجود دنیا بھر سے ہر طبقہ کے کم عقل اور عزم وارادہ سے عاری لوگ فاشزم کا ساتھ دینے کے لئے ہمیشہ تیار ہوتے ہیں کیونکہ انہیں اپنے طور پر حقائق تک رسائی حاصل کرنے اور اچھے برے میں تمیز کا شعور نہیں ہوتا۔ جو کچھ میڈیا کے ذریعہ انہیں بتایا جاتا ہے اسی کو حرف آخر سمجھتے ہیں۔

فاشزم کی یہ فوج سالہا سال سے معاشرہ میں پھیلائی جانے والی جہالت اور بے حسی کی پیداوار ہوتی ہے۔ یہ کام بہت ہی اعلیٰ سطح پر بڑے منظم طریقے اور بڑی ہوشیاری سے انجام دیا جاتا ہے۔ حقائق سے بے بہرہ ایک حکم پر روبوٹ کی طرح حرکت میں آنے والی یہ فوج دنیا میں تباہی اور بربادی لانے کے لئے ہر وقت تیار کھڑی ہوتی ہے۔ حکومتوں کے دھوکہ پر مبنی اعلانات اور جھوٹے دعوؤں پر یقین رکھنا اس فوج کی بنیادی خوبی ہے۔

نفرت' خوف اور جہالت کی بنیاد پر تیار اس فوج میں شامل افراد کو بچپن سے تشدد اور لاتعلقی کی تربیت دی جاتی ہے' جس کے صلہ میں ایسے انسان پروان چڑھتے ہیں جن پر موت' تباہی' مصائب اور جنگ و جدل کا اثر نہیں ہوتا۔

جس معاشرہ میں گود سے گور تک' سینما' ٹی وی اور ویڈیوز کے ذریعہ پُر تشدد اور جارحانہ مناظر سے واسطہ رہتا ہو اس میں مثبت انسانی اوصاف کا فقدان قدرتی بات ہے ان مناظر میں بم پھٹتے ہیں' گولیاں چلتی ہیں لیکن چیخ و پکار اور جسم کے چیتھڑے اڑتے نہیں دکھائے جاتے۔ میزائلوں کی بارش ہوتی ہے لیکن انسانی اعضاء کا وجود سے الگ ہو کر بکھرنا نہیں دکھایا جاتا تاکہ اصل حقیقت نظروں سے اوجھل رہے اور جنگوں کے نتیجہ میں ہونے والی تباہی کی طرف دھیان نہ جائے۔ صرف آگ اگلنے والی توپوں اور آسمان سے برسنے والے بموں اور میزائلوں کی آنکھوں کو خیرہ کرنے والی چمک سے لطف اندوز ہوا جائے۔

فاشزم کی اس فوج کے دل اور دماغ پر حکومت' ملٹری انڈسٹریل کمپلیکس' کرپٹ سازشی گروپوں اور ان کے کارندوں کا تسلط ہوتا ہے۔ اسے مسلسل ایک خوفناک اور بے رحم دشمن کا بھیانک چہرہ دکھایا جاتا ہے۔ اور اس کی بزدلی' کمینگی اور خود غرضی کے فرضی قصے ذہنوں میں پیوست کئے جاتے ہیں تاکہ ''دشمن'' کے خلاف شدید نفرت' حقارت اور اسے نیست و نابود کر دینے کے جذبات پروان چڑھتے رہیں۔

گونگے' بہرے' اندھے' جاہل ہر بات کو بغیر سوچے سمجھے سچ ماننے والے' وطن پرست' خوف سے دوچار معاشرے ہی جنگی جنون میں مبتلا حکمرانوں کو کھل کھیلنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ دوسروں کی دولت ہتھیانے کا جنگیں ہی ایک مؤثر ذریعہ ہوتی ہیں۔ دولت اور طاقت سے آمریت اور پولیس اسٹیٹ وجود میں آتی ہے۔ بالآخر فاشزم کی فوج وڈیرہ شاہی کی حفاظت کے لئے اپنے ہی عوام کے خلاف ہتھیار اٹھالیتی ہے اور انہیں مفاد پرست حکمران ٹولہ کا غلام بننے پر مجبور کر دیتی ہے جیسا کہ آج ہم بالفعل دیکھ رہے ہیں۔ عوام کی اکثریت بھیڑ بکریوں کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہے اور مفاد پرست حکمران جس طرف چاہتے ہیں انہیں ہانک کر لے جاتے ہیں۔ چنانچہ جنگوں اور ان کے لئے تیار کی گئی فاشزم کی افواج کا اصل ہدف عوام ہوتے ہیں خواہ ان کا تعلق دشمن ممالک سے ہو یا اپنے ملک سے' گو فاشزم کی فوج عوام میں سے ہوتی ہے مگر وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہوتی ہے اس لئے اپنی دشمن بن جاتی ہے۔

(مرسلہ: سردار اعوان)

اجلاس توسیعی مشاورت

رفقاء تنظیم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ توسیعی مشاورت کا ایک اجلاس ان شاء اللہ 23 مارچ بروز بدھ صبح 9 بجے مرکزی دفتر تنظیم اسلامی۔ 69۔ اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور' میں منعقد ہوگا۔

اس اجلاس میں حلقہ لاہور ڈویژن' گوجرانوالہ ڈویژن' پنجاب غربی' پنجاب وسطی' پنجاب جنوبی و حلقہ بہاولنگر و بہاولپور سے تعلق رکھنے والے رفقاء تنظیم (مبتدی و ملتزم) شریک ہو سکیں گے۔

تنظیم کے دستور کے مطابق یہ اجلاس پورے دن پر محیط ہو سکتا ہے لیکن اس میں اظہار خیال کا حق صرف ان رفقاء کو ہوگا۔ جو اجلاس کے آغاز سے زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کی تاخیر سے پہنچ جائیں۔

لاہور کے علاوہ دیگر حلقہ جات سے تعلق رکھنے والے شرکاء اگر اپنی آمد کے بارے میں پہلے سے مطلع فرما دیں تو انتظامات میں سہولت رہے گی۔

شرکاء سے گزارش ہے کہ وہ آنے سے قبل تنظیم کے دستور کی دفعہ 7 (نظام مشاورت) خصوصاً اس کی شق ھ کا مطالعہ ضرور کر لیں۔

المعلن: معتمد عمومی

تنظیم اسلامی پاکستان۔ فون: 6316638 6366638

ضرورت رشتہ

- تنظیم اسلامی سرگودھا کے سینئر رفیق کو اپنے دو بیٹوں' 27 سالہ میٹرک بمعہ ڈپلومہ اور 22 سالہ انڈر میٹرک۔ دونوں مل کر دوکان کرتے ہیں' کے لئے مناسب رشتے درکار ہیں۔

پتہ: ریاض گمن' منظور کالونی (چک 46 ش) سرگودھا
فون: (گھر) 321590 (دفتر) 223355

- 29 سالہ B.Com اور 23 سالہ BA باپردہ' صوم وصلوٰۃ کی پابندہ خوبصورت' خوب سیرت دو بہنوں کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: بیگم ریحانہ جاوید
28' جلال الدین روڈ' مزنگ لاہور فون: 6362472

- دراز قد' عمر 31 سال' تعلیم MSc' شرعی پردہ کی پابند دوشیزہ کے لئے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 6634175

- بیٹی عمر 24 سال' بی اے بی ایڈ' مستقل رہائش لاہور کے لئے برسر روزگار دینی ذہن رکھنے والے لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے۔

رابطہ: محمد افضل' فون: 0300-4082835

- بیٹا 31 سال گورنمنٹ ملازم' بیٹی 33 سال گورنمنٹ ملازم' بیٹا 26 سال برسر روزگار۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ گھرانہ کے لئے ترجیحاً کراچی سے تعلیم یافتہ' تنظیم سے وابستہ گھرانے سے رشتے درکار ہیں۔

رابطہ: 0300-3589637

اپیل برائے دعائے صحت

☆ رفیق تنظیم اسلامی گلشن اقبال' کراچی' راشد یار خان صاحب کے تایا علیل ہیں۔
☆ رفیق تنظیم اسلامی کراچی جنوبی' عبدالقادر انصاری صاحب علیل ہیں۔ قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے ان کے لئے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

کتابیں مفت حاصل کریں

میرے پاس کئی قسم کی چھوٹی چھوٹی مذہبی کتابیں ہیں۔ اب وقت اخیر ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ بانٹ دوں۔ خواہشمند حضرات پانچ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد ایوب خان
294۔ ایکسٹینشن کیولری گراؤنڈ' لاہور کینٹ' فون: 6650120

حضرت عثمان غنیؓ کے ارشادات

حضرت عثمان غنیؓ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ تھے آپ کے اقوال زریں یقیناً ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

☆ بعض اوقات جرم معاف کرنا مجرم کو زیادہ خطرناک بنا دیتا ہے۔
☆ تلوار کا وار جسم کو زخمی کرتا ہے اور بری بات روح کو گھائل کرتی ہے۔
☆ حق پرست اگرچہ تعداد میں کم ہوتے ہیں لیکن ان کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی ہے۔
☆ مرنے والوں سے عبرت حاصل کرو۔
☆ آہستہ بولنا' نیچی نگاہ رکھنا' میانہ چال چلنا ایمان کی نشانی ہے۔
☆ سخاوت پھل ہے مال کا' عمل پھل ہے علم کا اور رضائے الٰہی پھل ہے اخلاص کا۔
☆ غلط جگہ پر مال و دولت خرچ کرنا نعمت کی ناشکری ہے۔
☆ تعجب ہے اس پر جو خدا پر یقین رکھتا ہے اور پھر بھی دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے۔
☆ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھنا افضل ترین ایمان ہے۔
☆ جس نے کسی کی غیبت سنی گویا اس نے خود غیبت کی۔
☆ وہ شخص بہت گناہ گار ہے جسے لوگوں کی برائی کے لئے وقت ملے۔
☆ مسلمان کی ذلت اپنے دین سے غفلت میں ہے نہ کہ مفلسی میں۔

(انتخاب: جی ایم چوہدری' مروٹ)

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیرنگرانی ادارہ
ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ'
ایکسرے' ای سی جی اور الٹراساؤنڈ کی سہولیات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابل اعتماد ادارہ

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹراساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ ایکسرے چیسٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ/ ہیپاٹائٹس بی اور سی ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 1500 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

النصر لیب: 950۔ بی' مولانا شوکت علی روڈ' فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور
فون: 5162185-5163924 موبائل: 0300-8400944
E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

ضرورت معمار برائے تعمیر مینار

ہمیں جوہر ٹاؤن' بلاک B میں واقع جامع مسجد محمدی اور جامع مسجد خیر الدین کے مینار تعمیر کروانے ہیں۔ مینار کی تعمیر میں مہارت اور تجربہ رکھنے والے معمار رابطہ کریں۔

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
79۔ بی' جوہر ٹاؤن' لاہور فون: 5173537

دعائے مغفرت

قرآن کالج کے استاذ حافظ نذیر احمد ہاشمی صاحب کے والد محترم قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ رفقاء و احباب اور قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ فی رحمتك وحاسبہ حسابا یسیرا

عالم اسلام کی خبریں

لبنان میں نیا بحران

لبنانی وزیراعظم رشید کرامے کے استعفٰی نے لبنان میں سیاسی انارکی میں اضافہ کر دیا۔اس ملک میں گو مسلمانوں کی اکثریت ہے تاہم عیسائی بھی کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ باہمی ہم آہنگی قائم کرنے کے لئے روایتی طور پر لبنانی صدر عیسائی اور وزیراعظم مسلمان ہوتا ہے۔ 1989ء میں طائف معاہدے کے بعد وزیراعظم کے اختیارات بڑھ گئے تھے۔اب لبنان میں سیاسی بے چینی کے بعد پھر یہ مسئلہ سامنے آ کھڑا ہوا ہے کہ کیا لبنان میں کثیر النسل آبادی امن وامان سے ساتھ رہ سکتی ہے۔اس مسئلے سے بیرونی عناصر بھی وابستہ ہیں۔

لبنان میں چونکہ عیسائی کثرت سے ہیں لہٰذا اسرائیل اسے عیسائی ریاست بنا کر اپنی کٹھ پتلی بنانا چاہتا ہے۔اسی مقصد کے تحت 1982ء میں اسرائیل حملہ آور بھی ہوا مگر لبنانی اور فلسطین کی تاریخی جدوجہد کے باعث اسے منہ کی کھانی پڑی اور اُسے خوار ہو کر لبنان سے نکلنا پڑا۔تاہم اس نے لبنانی سرحدوں کے قریب اپنی افواج جمع رکھیں۔اسی دوران شام نے لبنان میں اپنی افواج داخل کر دیں تاکہ اسے اسرائیلی قبضے سے بچا سکے۔

پچھلے دنوں سابق لبنانی وزیراعظم رفیق حریری کے قتل کے بعد اسرائیل اور اس کے آقا امریکا کو لبنان میں مداخلت کرنے کا سنہرا موقع مل گیا۔اب انہوں نے شام پر زبردست دباؤ ڈال رکھا ہے کہ وہ لبنان سے اپنی فوج واپس بلالے تاکہ لبنان میں اس کا اثر ورسوخ کم ہو۔اور وہ اس اسلامی ملک میں اپنے قدم جما سکیں۔یہ یاد رہے کہ جب امریکی اور فرانسیسی فوجی لبنان میں امن وامان برقرار رکھنے میں ناکام ہو گئے تھے تو یہ شامی افواج ہی تھیں جنہوں نے خانہ جنگی میں گرفتار اس مملکت میں امن قائم کیا اور متحارب گروپوں کے درمیان صلح کروائی۔ساتھ ساتھ سعودی عرب نے لبنانی حکومت کو کروڑوں ڈالر دیئے تاکہ وہ بیروت اور ملک کے دیگر علاقوں میں تعمیر نو شروع کروا سکے۔اگر امریکا نے شام پر حملہ کیا اور حزب اللہ کو نشانہ بنایا تو لبنان پھر وسیع پیمانے میں خانہ جنگی کا شکار ہو جائے گا جو پورے مشرق وسطیٰ تک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔دریں اثنا شام نے لبنان سے اپنی چودہ ہزار واپس بلانے کے سلسلے میں اقدامات کرنے شروع کر دیئے ہیں۔تاہم خیال ہے کہ شامی فوج کی واپسی مرحلہ وار ہوگی۔

عراق......حالات معمول پر نہیں آئے

مشرق وسطیٰ کے بدنصیب ملک عراق میں روزانہ قابض امریکی فوجیوں سمیت کئی عراقی بھی موت کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔حال ہی میں ہونے والے انتخابات بھی وہاں امن کی فضا قائم نہیں کر سکے۔کیونکہ فی الحال وزارت عظمٰی کے سب سے بڑے امیدوار ابراہیم جعفری حکومت سازی کے لئے مطلوبہ حمایت حاصل نہیں کر سکے۔ان کی جماعت متحدہ اتحاد (یونائیٹڈ الائنس) نے 275 رکنی اسمبلی میں گو 140 نشستیں حاصل کی ہیں مگر حکومت بنانے کے لئے ابھی اُسے مزید ارکان درکار ہیں۔اس سلسلے میں متحدہ اتحاد دوسری جماعتوں سے گفت وشنید کر رہا ہے مگر وہ تاحال کامیاب ثابت نہیں ہو سکی۔

عراق میں قومی اسمبلی کا اجلاس ابھی تک نہیں ہوا اور جوں جوں دیر ہو گی عراق میں سیاسی ابتری زیادہ پھیلنے کا امکان ہے۔دوسری طرف متحدہ اتحاد میں ابھی سے دراڑیں پڑ گئی ہیں۔دو سیاسی جماعتیں، قومی اتحاد اور حزب اللہ اس سے علیحدہ ہو چکی ہیں۔

آزاد فلسطینی ریاست......ایک خواب

پچھلے دنوں لندن میں سپر پاورز کا اجلاس ہوا۔اس میں فلسطین اتھارٹی پر زور دیا گیا کہ وہ ان گروپوں کو پکڑے جو اسرائیل میں خودکش دھماکے کر رہے ہیں اور اپنا اصلاحات کا عمل تیز کرے جو آزاد فلسطینی ریاست کے قیام میں بڑی رکاوٹ ہے۔اس طرح عالمی طاقتوں نے ایک بار پھر فلسطینیوں کو امن وامان کا قاتل ٹھہرا دیا۔

یہ منافقت پچھلے ایک سو برس سے جاری ہے اور ایسا کرنے سے درحقیقت عالمی طاقتیں اسرائیل کو طاقت ور بنا رہی ہیں تاکہ وہ اپنے پر مزید پھیلا سکے۔جب حال ہی میں اسرائیلی اور فلسطینی وزرائے اعظم کے درمیان امن معاہدہ ہوا تھا۔پچھلے دنوں تل ابیب میں ایک خودکش دھماکے میں پانچ اسرائیلی مارے گئے تو اسرائیلی حکومت نے اس کا بہانہ بنا کر ایک بار پھر نیا امن معاہدہ منجمد کر دیا۔عالمی طاقتوں نے بھی اسرائیل ہی کو مظلوم قرار دیا۔ لیکن کیا وہ اندھی ہیں؟ کیا انہیں یہ نظر نہیں آتا کہ جب سے نیا امن معاہدہ ہوا ہے، قابض اسرائیلی فوج پچیس فلسطینیوں کو شہید کر چکی ہے اور ان کا ظلم وستم جاری ہے؟

عالمی طاقتوں کو سمجھ جانا چاہئے کہ مشرق وسطیٰ میں امن قائم ہونے کا دارومدار فلسطینیوں پر نہیں، اسرائیلی حکومت پر ہے۔فلسطینی تو نجانے کب سے امن کے طلب گار ہیں۔یہ اسرائیلی ہیں جنہوں نے فلسطینیوں کی زمین پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور اب مغربی کنارے میں دیوار بنا کر بین الاقوامی احتجاج کو بھی خاطر میں نہیں لا رہے۔اگر امریکا سمیت تمام عالمی طاقتیں یہ بات سمجھتی ہیں تو ظاہر ہے، اسرائیل ان کی سرپرستی اور حمایت سے فلسطینیوں پر تشدد کر رہا ہے۔

فلسطینی وزیراعظم، محمود عباس کو پھونک پھونک کر قدم اٹھانا ہوگا۔اسرائیل سے دوستی کی پینگیں بڑھانے میں کوئی حرج نہیں، مگر وہ یاد رکھیں کہ کیا اسرائیلی حکومت وعدے کی پکی ہے؟ جی نہیں، وہ پہلے بھی کئی معاہدے کر کے انہیں توڑ چکی ہے۔پھر نیا معاہدہ کیا معنی رکھتا ہے؟ حالات تو اس وقت بدلیں گے جب اسرائیلی عملی طور پر ایسے اقدامات کریں، جن سے ظاہر ہو کہ وہ امن کے خواہش مند ہیں اور فلسطینیوں کو ان کا حق دینا چاہتے ہیں۔

طالبان ابھی ختم نہیں ہوئے

افغانستان میں اتحادی افواج کے سالار اعلیٰ امریکی جرنیل ڈیوڈ برنو نے تسلیم کیا ہے کہ جدید ترین اسلحے اور تمام تر کوششوں کے باوجود طالبان کی جنگی قوت ختم نہیں کی جا سکی۔ ان کی سرگرمیاں ماند پڑ گئی ہیں۔لیکن موسم گرما آتے ہی وہ اتحادی افواج پر پھر حملے کر سکتے ہیں۔

مقبوضہ کشمیر میں بھارتی ظلم و ستم

امریکی محکمہ خارجہ کی ایک رپورٹ کے مطابق پچھلے سال جموں وکشمیر میں بھارتی افواج اور سیکورٹی فورسز وسیع پیمانے پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر ملوث رہیں۔وہاں جعلی پولیس مقابلوں میں شہریوں کو شہید کرنے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔خود بھارتی وزارت خارجہ کے مطابق 2004ء میں مقبوضہ کشمیر میں 92 خواتین اور 32 بچوں سمیت 777 شہری مارے گئے جب کہ اصل تعداد کہیں زیادہ ہے۔ اندازہ لگایئے کہ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی افواج نے صرف ایک برس میں تین سے چار سو کے درمیان فوجی آپریشن کئے۔ ظاہر ہے اس دوران بھارتیوں نے ہزاروں کشمیریوں کو جینے کے حق سے محروم کر دیا ہوگا۔

حال ہی میں اقوام متحدہ میں سابق امریکی سفیر اور خارجہ پالیسی پر دو کتابوں کے مصنف ڈینس ککس نے بیان دیا ہے کہ امریکا کبھی مسئلہ کشمیر حل نہیں کروائے گا کیونکہ وہ اپنے مفادات سب سے اوپر رکھتا ہے۔اگر مسئلہ کشمیر حل ہو گیا اور بھارت اور پاکستان کے مابین دوستی ہو گئی تو یہ امریکا کے لئے خوش خبری نہیں ہوگی۔یاد رہے کہ امریکا دونوں ممالک کو اربوں ڈالر کا اسلحہ فروخت کرنے کی کوشش کر رہا ہے...... تاکہ دونوں پڑوسی ملک ایک دوسرے سے دست وگریباں رہے۔

ڈینس ککس نے یہ بھی انکشاف کیا کہ جس زمانے میں ایوب خان صدر تھے، تب مسئلہ کشمیر حل ہونے کا بہترین وقت تھا۔اس کے بعد دونوں ملکوں کے درمیان بداعتمادی کی ایسی لہر چلی جواب تک نہیں تھمی۔صدر کلنٹن کشمیر اور فلسطین کے مسائل حل کروانے کے سلسلے میں سنجیدہ تھے لیکن واقعہ نو گیارہ کے بعد حالات تبدیل ہو گئے اور امریکی ترجیحات بدل گئیں۔

جماعت سہ روزہ پروگرام کے لئے قریبی گاؤں R-102/6 گئی۔ اس سہ روزہ کے ناظم جناب ذوالفقار علی (ناظم تربیت بہاولنگر' بہاولپور) تھے۔ 14 فروری کو نماز عصر کے بعد حکیم منظور احمد نے سورۃ العصر کی روشنی میں انسانیت کو درپیش خسارہ اور اُس خسارہ سے نکلنے کی شرائط کو مختصر مگر جامع انداز میں بیان کیا۔ اُس کے بعد رفقاء نے دو دو کے گروپس کی شکل میں گاؤں میں گشت کیا۔ نماز مغرب کے بعد جناب ذوالفقار علی صاحب نے ''ایمان حقیقی اور اس کی اہمیت'' کو واضح کیا۔ کھانے سے فراغت کے بعد دعائیں اور مسنون اذکار کا دور ہوا۔ نماز عشاء کے بعد راقم نے حدیث مبارکہ کی روشنی میں اسلامی عبادات کا مختصر خاکہ پیش کیا۔ واضح کیا کہ ایمانی حقائق کو جان لینے کے بعد ایمان کو عملی رنگ دینے کے لئے نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج اسلام کی بنیادی ہیں۔ 15 فروری کو تہجد کے وقت ساتھیوں کو جگایا گیا۔ نوافل سے فراغت کے بعد نماز کی طرف توجہ دلائی گئی عملی شکل میں ثناء اور سورۃ فاتحہ سنی گئی نماز فجر کے بعد راقم نے سورۃ المؤمنون کی ابتدائی گیارہ آیات کا درس دیا۔ صبح کے اذکار اور مسنون دعاؤں سے فراغت کے بعد ناشتہ کیا گیا۔ 11:40 پر ایک مذاکرے کی صورت میں رفقاء نے عبادت رب' دینی فرائض کا جامع تصور' نبی اکرم ﷺ سے تعلق کی بنیادیں کے موضوعات پر گفتگو کی۔ ظہر کی نماز کے بعد قرآن اکیڈمی کراچی سے فارغ التحصیل نوجوان ساتھی تنویر حسین نے درسِ حدیث دیا۔ نماز عصر کے بعد ذوالفقار علی نے سورۃ حم السجدہ آیت نمبر 33 اور سورۃ النحل آیت نمبر 125 کی روشنی میں دعوت' اُس کی اہمیت اور پیش کرنے کے مختلف طریقوں کو مفصل انداز میں بیان کیا۔ اس کے بعد گشت کیا گیا۔ مغرب کی نماز پر درس حدیث کی ذمہ داری راقم نے انجام دی۔ شام کی دعائیں اور اذکار کا معمول بھی الحمدللہ پورا ہوا۔ بعد نمازِ عشاء جناب ذوالفقار علی اسلامی معیشت اور اسلامی معاشرت کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ 16 فروری کو معمول کے مطابق پروگرام میں تہجد کی نماز کے بعد مختلف دعاؤں کو یاد کیا۔ فجر کے بعد راقم نے سورۃ الفرقان کی روشنی میں عباد الرحمان (اللہ کے بندوں) کی تکمیلی صفات کو حاضرین کے سامنے رکھا۔ دعاؤں' ناشتہ و آرام کے بعد معمول کے مطابق دن میں ساتھیوں کو آپس میں سیکھنے کا موقع دیا گیا۔ نماز ظہر کے بعد حکیم منظور احمد صاحب نے حدیث مبارکہ کی روشنی میں حقوق قرآنی کو بڑی جامعیت سے واضح کیا۔

عصر کے بعد آخری خطاب امیر حلقہ محمد منیر احمد صاحب کا تھا۔ اس پروگرام کے لئے لوگوں کو دعوت دی گئی۔ امیر حلقہ نے گزشتہ تین دن کے بیانات و خطابات کو بڑی خوب صورتی سے ''عبادتِ رب'' کے موضوع میں سمو دیا۔ آخر میں اجتماعی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ تمام خطابات و بیانات پنجابی زبان میں تھے۔ 25 سے 30 افراد پورے پروگرام سے مستفید ہوئے۔ کچھ لوگ جزوی طور پر بھی موجود رہے۔ اُن 3 دنوں کے نتیجے میں دنیا کی محبت میں کمی واقع ہوئی اور اللہ کے راستے میں وقت نکالنے کا جذبہ پیدا ہوا۔

(رپورٹ: محمد رضوان عزمی)

آیئے! وقت کو قیمتی بنایئے خود سیکھئے اور سکھایئے

گلی گلی کوچہ کوچہ دعوت دین پہنچایئے

خیر الناس من ینفع الناس بن کر اعلائے کلمۃ اللہ میں جت جایئے

سہ روزہ' ہفت روزہ پروگراموں میں وقت دے کر اپنے فکر کے استحکام' حرکی تربیت حاصل کریں' داعی الی اللہ بنیں اور دیگر تنظیمی و انتظامی اُمور میں حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کے لئے قبول فرمائے۔ آمین۔

تنظیم اسلامی کے مرکزی شعبہ دعوت کے زیر اہتمام

23 تا 27 مارچ 2005ء

میانوالی میں دعوتی پروگرام منعقد ہو رہا ہے۔

پتہ برائے رابطہ: حافظ بک ڈپو اینڈ جنرل سٹور (حاجی محمد عبداللہ خان) پی اے ایف روڈ' میانوالی

منجانب: **شعبہ دعوت و تفریغ اوقات تنظیم اسلامی**

بانی تنظیم اسلامی کا دورۂ کراچی

بانی محترم اپنے معمول کے ماہانہ دورہ پر جمعرات 24 فروری کی شب کراچی تشریف لائے۔ اس بار بانی محترم کو خطاب جمعہ کے علاوہ خلافت کی حقیقت کے حوالے سے بھی خطبات ارشاد فرمانا تھے۔ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی میں خطاب جمعہ کے دوران انہوں نے فرمایا کہ اسلامی انقلاب برپا ہونے کے بعد انقلاب مخالف قوتیں دب گئی تھیں۔ حضور ﷺ کی رحلت کے بعد سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں مانعین زکوٰۃ اور جھوٹے نبیوں کے فتنے برپا ہوئے جن کی سرکوبی کر دی گئی۔ حضرت عمرؓ کی شہادت ایرانی قوم پرستوں کا ردعمل تھا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی شہادت یہودی فتنہ گر عبداللہ ابن سبا کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ تھی۔ حضرت حسنؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ صلح کر کے مسلمانوں کی آپس کی خانہ جنگی کا خاتمہ فرمایا۔ حضرت حسینؓ نے اسلام کی عمارت کی چھٹی منزل کے گر جانے کی وجہ سے جو خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں ان پر قابو پانے کے لئے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ ہمارے لئے نوٹ کرنے کی بات یہ ہے کہ ہم ان صحابہ کرامؓ کے فیصلوں سے اختلاف تو کر سکتے ہیں لیکن ان کی نیتوں پر حملہ نہیں کر سکتے ورنہ ہمارے ایمان بالرسالت کے مجروح ہونے کا خدشہ ہے۔ ہمارے لئے کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ ہم آج جبکہ اسلام کی پوری عمارت گر چکی ہے اور دین پوری دنیا میں مغلوب ہو چکا ہے، اسے غالب کرنے اور اس کے نظام عدل اجتماعی کے قیام و نفاذ کے لئے منہج انقلاب نبوی ﷺ کی روشنی میں جدوجہد کرتے ہوئے اپنا تن من دھن اس راہ میں لگا دیں۔

اسی شام ایک کرم فرما اور سابق صدر فاران کلب محترم غلام محمد اسماعیل صاحب کی رہائش گاہ پر ایک خصوصی نشست کا اہتمام تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے یہاں شہر کے ممتاز صنعتکاروں کو مدعو کیا ہے تاکہ وہ ڈاکٹر صاحب کے دینی و ملی فکر سے آگاہ ہو سکیں۔ بانی محترم نے اپنی فکر کو چند نکات میں بیان فرمایا۔ انہوں نے فرمایا کہ امت مسلمہ اس وقت عذاب الٰہی کی گرفت میں ہے کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی غلط نمائندگی کر رہے ہیں۔ بنی اسرائیل کی طرح آج ہم پر ذلت و مسکنت مسلط ہو چکی ہے۔ اس عذاب کی تخفیف کی شکل یہ ہے کہ دنیا کے کسی ملک میں نظام خلافت رائج کر کے دکھایا جائے تاکہ دنیا کے سامنے اسلام کی اصل صورت سامنے آ سکے۔ پاکستان کا مقصد وجود بھی یہی تھا۔ اس سلسلے میں انہوں نے علامہ اقبال اور قائداعظم کے اقوال کا حوالہ دیا۔ بانی محترم نے فرمایا کہ دنیا ایک بڑے تصادم کی طرف جا رہی ہے جسے احادیث میں الملحمۃ العظمیٰ قرار دیا گیا ہے اور مغربی دنیا اسے آرمیگاڈان کے نام سے جانتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہٹ لسٹ پر سب سے پہلے عرب اور اس کے بعد مسلمانان پاکستان و بنگلہ دیش ہیں۔ عرب اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے اس کلام کو فراموش کر دیا جو انہیں کی زبان میں نازل ہوا تھا اور مسلمانان پاکستان و بنگلہ دیش اس لئے کہ انہوں نے اسلام کے نام پر پاکستان بنایا تھا۔ انہوں نے شرکاء کے سوالوں کے جواب میں فرمایا کہ نظام خلافت کا قیام انتخابات کے ذریعہ نہیں بلکہ انقلابی طریق نبوی ﷺ کے مطابق ہوگا۔ اسلامی قوانین یعنی منصوص احکامات میں ردوبدل ممکن نہیں البتہ مستحب اور دیگر نئے امور پر اجتہاد کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تغیر و تبدل کفر ہے۔ انہوں نے کہا کہ تشدد کا راستہ کاؤنٹر پروڈکٹیو ہے۔ نائن الیون کا سانحہ موساد اور نیو کنزرویٹیو عناصر کی کارفرمائی تھی۔ یہ دراصل یو ایس ایس لبرٹی کا ایکشن ری پلے تھا۔ ایک سوال طالبان کی ریاست یقیناً اسلامی ریاست تھی کیونکہ اس نے چند اسلامی قوانین نافذ کر دیئے تھے جس کے نتیجے میں وہاں امن و امان قائم ہو گیا تھا البتہ مکمل اسلامی نظام کے قیام کے لئے انہیں مہلت نہ مل سکی۔ طالبان کی اسامہ کے ساتھ وابستگی غلط تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں پاکستان کے ماضی اور مستقبل پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے امید کی کرن نظر آتی ہے البتہ اس کا حال انتہائی مایوس کن ہے۔ پروگرام کے اختتام پر عشائیہ کا اہتمام تھا۔ اگلی صبح بانی محترم عازم لاہور ہو گئے۔

(رپورٹ: محمد سمیع)

اسرہ جات ہارون آباد کا ماہانہ سہ روزہ

14' 15' 16 فروری کو ہارون آباد شہر کے چاروں اسروں میں سے 6 رفقاء پر مشتمل

self-perpetuating puppet regime and the rush to signing pipeline agreements after the fall of the Taliban are undeniable pieces of evidence in this regard.

In December 2002, an year after the occupation, Pakistan, Afghanistan and Turkmenistan signed a framework agreement for a US $ 3.2 billion 1460 km gas pipeline project passing through the three countries.[24]

The three countries had earlier signed a trilateral agreement to develop a natural gas and oil pipeline from Turkmenistan through Afghanistan into Pakistan in May the same year, during the first trilateral summit in Islamabad. Look at the speedy progress. Occupation of Afghanistan toward the end of 2001 and pipeline agreements less than half way through the next year: 2002.

To further understand the urgency regarding access to natural resources one has to note that less than a month after 9/11 operation "enduring Freedom" (bombing campaign) started in Afghanistan on October 7.

Just two days later, on October 08, 2001, U.S. Ambassador to Pakistan Wendy Chamberlain met with Pakistani oil minister to discuss reviving trans-Afghan pipeline. On December 24, former Unocal consultant/ex-Taliban Hamid Karzai was appointed interim Afghan president. Six days later, former Unocal consultant/National Security Council member Zalmay Khalilzad was named U.S. Special Envoy to Afghanistan and likely future U.S. Ambassador to Afghanistan.

Less than forty days into his job, (February 8, 2002) Khalilzad signed intent letter with Turkmenistan President Sapamurat Niyazov for Turkmen-Afghan section of pipeline in Ashkhabat, Turkmenistan. Less than a month after this exchange, Karzai signed intent letter with Pakistan leader General Pervez Musharraf in Islamabad on March 07, 2002.

Within three months, Karzai, Musharraf and Niyazov sign memorandum of understanding on May 31 in Islamabad seeking corporate investment in trans-Afghan pipeline. On June 10, Loya jirga, bypassed King Zahir Shah, who was touted all along during the Taliban period and instead named Karzai as transitional Afghan president for two years.

The events that followed show the motives and focus of the occupation: July 19: Japanese Senior Vice Minister announced Japanese government interest in financing trans-Afghan pipeline. August 9: Russian energy company Gazprom announces one-month agreement to analyze Afghan oil and natural gas reserves. August 12: Asian Development Bank commits $1.5 million for feasibility study, September 20: ADB meets in Manila to discuss trans-Afghan pipeline funding.

This brief timeline of one year after the Taliban shows the main objective of one group that was hell bent on initially courting and then destroying the Taliban when it could not stand the pressure from Islamophobes in media, neo-cons in the policy making circles, and war lords, like Huntington, on academia and other fronts.

Notes

[12] For details, see "A lesson for the Taliban-bashers." http://www.icssa.org/taliban_bashers.htm l

[13] "Taliban for Direct Talks with US on Osama," Pakistan Observer, Feb 15, 2001 http://english.people.com.cn/english/200102/15/eng20010215_62454.html

[14] Mohammed Omar, "Taliban leader offered U.S. talks after '98 strike," Associated Press, Arizona Daily Star, 09.11.2004, http://www.azstarnet.com/dailystar/relatedarticles/38442.php

[15] Henry Schuster U.S. repeatedly asked Taliban to expel bin Laden: Declassified cable details years of negotiations," CNN Friday, January 30, 2004 Posted: 5:59 PM EST (2259 GMT) http://www.cnn.com/2004/US/01/30/taliban.talks/

[16] "Taliban Want Good Ties With US," reported by People's Daily, Thursday, November 04, 1999, updated at 10:11(GMT+8), http://english.people.com.cn/english/199911/04/eng19991104W113.html "Mutawakil said the United States earlier asked the Taliban to expel bin Laden and now when he has offered to leave Afghanistan, Washington has changed its stand."

[17] Reuters - Wednesday, September 19, 2001, http://www.bostonherald.com/attack/world_reaction/ausmul09192001.htm

http://www.911review.org/Wget/www.robert-fisk.com/speech_mullah_umar_sept19_2001.htm

Daily Dawn September 20, 2001. http://www.dawn.com/2001/09/20/top3.htm

Also read shura's decision: http://www.911review.org/Wget/www.robert-fisk.com/clerics_final_decision_sept2001.htm which fell on deaf ears.

[18] Krakowski, Elie, 'The Afghan Vortex', IASPS Research Papers in Strategy, No. 9, April 2000.

[19] AI report, Afghanistan: Grave Abuses in the Name of Religion, op. cit; Guardian, 9 October 1996. Also see Financial Times, 9 October 1996.

[20] Ibid. AI report.

[21] Vidgen, Ben C., "A State of Terror: How many "terrorist" groups has your government established, sponsored or networked latterly", *Nexus Magazine*, Vol. 3. No. 2, February-March 1996. See especially Cooley, John K., *Unholy Wars: Afghanistan, America and International Terrorism*, Pluto Press, London, 1999.

[22] Beeman, William O., "Follow the Oil Trail - Mess in Afghanistan Partly Our Government's Fault", *Jinn Magazine* (online), Pacific News Service, San Francisco, 24 August 1998, web-site at http://www.pacificnews.org/jinn. Thus, we may note the observation of Hizb ut-Tahrir: "The importance of Pakistan [to the US] comes from the effect it has on neighboring countries like Iran, Afghanistan and India. Pakistan is a powerful tool of American which has established, supported and guarded the Taliban in her control of Afghanistan." ("An Army General in Pakistan Overthrows the Prime Minister", Hizb ut-Tahrir,15 October, 1999, http://www.khilafah.com

[23] Ibid Beeman, William O.

[24] http://www.truthout.org/docs_02/12.30A.afgh.pipe.htm

donors wanted written assurance that all education facilities would be co-education. Roohani would tell reporters that the Taliban are not against women education, but they don't have funds and other resources to revive all girls' schools and other education facilities. However, the reporters would go back and report that the Taliban have banned all girls and women from education.

So the biased dogmatic media and the "intellectual" Islamophobes despite working independently, complemented each other's agenda to a great extent. The following analysis would further clarify this point.

The corporate groups in search of natural resources had adopted a carrot and stick approach for courting the Taliban and even recognizing their government if they budged from their refusal to cooperate unconditionally. But the Islamophobic group gained a considerable momentum of its own to the extent that the corporate group also had to rethink its strategies and conclude, why the Taliban when they could have a better option in the form of a perfect puppet regime under total control from Washington.

Now they have it. The head of the municipality in Kabul, Karzai, cannot even life a day without hundreds of US bodyguards protecting him. When he cannot breath without the US protection, how can he refuse anything — repeat anything — proposed by Washington.

Thus, Raphel's denial of US interests in the region during the Taliban era stands in contrast to Amnesty International, which reports, "many Afghanistan analysts believe that the United States has had close political links with the Taliban militia. They refer to visits by Taliban representatives to the United States in recent months and several visits by senior US State Department officials to Kandahur including one immediately before the Taliban took over Jalalabad."[19] Such denials from the high ranking US officials kept the Taliban and the rest of the world in the dark about the real American motives that have now come to fruition.

The AI report refers to a comment by the *Guardian*: "Senior Taliban leaders attended a conference in Washington in mid-1996 and US diplomats regularly traveled to Taliban headquarters." The Taliban's simple-minded crowd could hardly figure out the hidden motives behind such carrots. The *Guardian* pointed out: "[though such] "visits can be explained [but] the timing raises doubts as does the generally approving line which US officials take towards the Taliban."[20]

Reports and opinion pieces from the American corporate media from this crucial period are on the record, which show that these are as much devoid of talking about the US involvement at every stage towards ravaging and controlling Afghanistan as much these are filled with details to present the Taliban as the most barbaric creatures of human history.

Since the two phenomenons, resulting from the initiatives of two groups (Islamophobes and oil hungry corporate terrorists) confused many analysts, one has to note the resultant flawed judgments.

See how Vidgen is confusing the corporate driven administration's propping the Taliban with the Islamophobes campaign of presenting them as terrorists and thugs. He writes: "The corporate media have... remained silent in regard to America's involvement in the promotion of terrorism. On the issue of right-wing terrorism, little has been reported. On America's intelligence connection to 'Islamic' guerrillas (and their manipulation of Islam), nothing has been said. Yet, the truth is that amongst those who utilize religious faith to justify war, the majority are closer to Langley, Virginia, than they are to Tehran or Tripoli... In a move to recruit soldiers for the Afghanistan civil war, the CIA and Zia encouraged the region's Islamic people to think of the conflict in terms of a jihad (holy war)."[21]

In the above passage one can easily note the truth clouded over by the misperceptions the Islamophobes had developed over a period of time.

Many could easily see the corporate terrorists and US administration's propping and courting the Taliban, but they could hardly note the Islamophobes busy in the media demonizing the same simply because of their unintelligent efforts to establish living by Islam.

William O. Beeman, an anthropologist specializing in the Middle East at Brown University who has conducted extensive research into Central Asia, points out: "It is no secret, especially in the region, that the United States, Pakistan and Saudi Arabia have been supporting the fundamentalist Taliban in their war for control of Afghanistan for some time. The US has never openly acknowledged this connection, but it has been confirmed by both intelligence sources and charitable institutions in Pakistan."[22]

Professor Beeman was good enough to observe that the US-backed Taliban were condemned to death for their implementing Islam, but that is the case in Saudi Arabia as well. He notes that the Taliban had "nothing to do with religion or ethnicity - but only with the economics of oil. To the north of Afghanistan is one of the world's wealthiest oil fields, on the Eastern Shore of the Caspian Sea in republics formed since the breakup of the Soviet Union." Caspian oil needs to be transhipped out of the landlocked region through a warm water port, for the desired profits to be accumulated. The "simplest and cheapest" pipeline route is through Iran - but Iran is essentially an 'enemy' of the US, due to being overtly independent of the West.

As Beeman noted: "The US government has such antipathy to Iran that it is willing to do anything to prevent this." The alternative route is one that passes through Afghanistan and Pakistan, which "would require securing the agreement of the powers-that-be in Afghanistan" - the Taliban. Such an arrangement would also benefit Pakistani elites, "which is why they are willing to defy the Iranians." Therefore, as far as the US is concerned, the solution is "for the anti-Iranian Taliban to win in Afghanistan and agree to the pipeline through their territory."[23]

Apart from the oil stakes, Afghanistan remained a strategic region for the US in another related respect. The establishment of a strong client state (whether that be in the form of the then Taliban or the present Karzai municipality) in the country would strengthen US influence in this crucial region, partly by strengthening Pakistan under a strong dictatorship, which is the region's main American base.

Of course, this also advanced the cause of establishing the required oil and gas pipelines to the Caspian Sea, while bypassing Russia and opening up the Commonwealth of Independent States (CIS) bordering Russia to the US dominated global market. The arrival of a

Vol: 14 Regd. No. LRL -50 No. 9

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Legitimacy of the US occupation - II

Taliban's actual crimes were not the stories of their "oppression" and "repression" that we find in the Western media. That is a norm in Saudi Arabia and Israel, which no one dares invade for a change of government. More importantly, the US excels in the department of racism, human rights abuse, oppression and repression without any accountability to anyone.

The Taliban didn't rule more oppressively than the Israeli government functioning through death squads in Tulkarm, Hebron and Ramallah. The Taliban, for example, didn't cut water supply to 218 villages like the Israeli government's lesser crimes.[12]

The stories of the Taliban's human rights violations are insignificant, not because two wrongs made one right, but simply because that is not a reason which could justify the US invasion and occupation. More importantly, the Taliban crimes become more insignificant before the importance of Afghanistan in the American eyes, which remained as high as it was prior and during the Soviet occupation.

As far the issues of Osama, the US administration lied and used the same tactics that it used with Saddam Hussain. The Taliban authorities of Afghanistan offered to the United States to settle the Osama bin Laden issue through dialogue in February 2001 in a manner that does not compromise the national honor of both countries. The Taliban Ambassador in Islamabad Maulvi Zaeef in an exclusive interview with "Pakistan Observer," said: "We want to solve this simmering issue in a way that takes into account the dignity and honor of both Afghanistan and the United States," Zaeef said. He revealed that Taliban Foreign Minister Maulivi Wakil Ahmad Mutawakil has written a letter to the new U.S. administration regarding this issue. According to Zaeef, "We are still waiting for a response from the United States, which we hope will be positive."[13]

According to a State Department message, even long before the UN sanctions and 9/11, in 1998, a day after former President Bill Clinton sent cruise missiles against Afghanistan, Mullah Omar telephoned the State Department and offered to talk.[14]

The US deliberate attempts at muddying the waters and looking for a perfect excuse to intervene can be judged from comparison of the CNN report by Henry Schuster, January 30, 2004, with other available information. Schuster's report says that according to the declassified US reports the US has asked the Taliban at least a three occasions to expel Osama bin Laden.[15] However, when the Taliban and even Osama agreed to that proposal, the US refuse to accept it and insisted on the Taliban's handing him over to the US.[16]

Mullah Omar's September 19 speech is an evidence of the Taliban's dedication to peacefully resolving the Osama issue and the US stubbornness not to listen to any proposal.[17] The reason was simple: the US interest in the region and its plans to occupy Afghanistan, come what may.

Details of the Taliban's attempt for a negotiated and peaceful settlement and the US rejecting every option and alternative resemble details of how the US government treated every effort on the part of Saddam Hussain to settle the issue without the US invasion and occupation.

This brings us back to the primary motive of the US interest in the region. Contrary to Robin Raphel statements, former Department of Defense official Elie Krakowski, who worked on the Afghan issue in the 1980s, pointed out that Afghanistan remained important even during the days of the Taliban in power because "it was the crossroads between what Halford MacKinder called the world's Heartland... It owes its importance to its location at the confluence of major routes."[18]

In a nutshell, two main factors played a crucial role in the unprecedented campaign about the alleged crimes of the Taliban.

a. The First factor was the efforts of the most powerful corporate and oil lobby that wanted to have access and control of natural resources in this part of the world. These efforts remained flip-flop during the last half of the 1990s between courting the Taliban as well as looking for an alternative to the Taliban that could let them have full access and control to whatever this powerful group, and ultimately the US, wanted under its influence.

b. The second factor was the efforts put in by the Islamophobes who were shocked to the core with the Taliban's declaration of Afghanistan as an Islamic Emirate and their expressing the desire to make it a model Islamic state. This strong lobby of Islamophobes teamed up with former communists, those who had lost power after the fall of Najibullah, atheists and the now self-proclaimed "moderates," and magnified every "wrong" of the Taliban beyond all proportions to present them as the most horrible crimes human species had never witnessed. They lied and lied upon lies to demonize the Taliban in an attempt to demonize the concept of an Islamic model of governance. Most of these Muslim counterparts of Islamophobes are now sitting in Kabul either as officials of Karzai's municipality or working on other positions to consolidate American occupation.

The Taliban's actual crime was their inability to deal with the Zionist and dogmatic media, supporting the corporate terrorists, neo-cons and the "intellectual" Islamophobes. All they could do was producing visiting cards by writers from the New York Times and other influential dailies and tell other visitors how these reporters agreed to reporting the actual situation and real statements from the Taliban leadership, but on return produced reports that defied the ground realities.

For example, Pir Mohammed Roohani, who was the vice Chancellor of Kabul university had a file load of letters and appeals which he had sent to all the Western donors for helping them reconstruct girls schools. All these requests were turned down because the